- اے احمدی نوجوانو! اُٹھو اور دُنیا میں پھیل جاؤ اور خدا کی محبت کی بنسیاں بجاؤ۔
- اے احمدی نوجوانو! اُٹھو کہ تم سے آج دُنیا کی تقدیر وابستہ ہے۔ تم نے حیات بخش نغمے گانے ہیں۔ تم نے دُنیا کو زندہ کرنا ہے۔
- احمدیت کی فتح کے دِن قریب سے قریب آ رہے ہیں مَیں اس کی چاپ سُن رہا ہوں خدا کی قسم۔ اس لئے آپ اپنے دِل بدلیں۔ خدا کی تقدیر فیصلہ کر چکی ہے کہ آپ کو غالب کرے۔

(حضور ایدہ اللہ الودود کا خدام الاحمدیہ کے انتالیسویں ۳۹ سالانہ اجتماع سے اختتامی خطاب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"
(مصلح موعودؓ)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ
جلد ۳۱ شمارہ ۱-۲
نومبر دسمبر ۱۹۸۳ء
قیمت سالانہ ۱۸ روپے
قیمت فی پرچہ ۲ روپے

آئینہ

مدیر : منیر احمد جاوید
نائب : عبد السمیع خان
معاونین : فضیل عیاض احمد ۔ محمود احمد شاد۔

پبلشر : مبارک احمد خالد، پرنٹر : سید عبد الحی، مطبع : ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت : دفتر ماہنامہ "خالد" دار الصدر جنوبی ربوہ ۔ کتابت : نور الدین خوشنویس ربوہ، رجسٹرڈ نمبر ایل : ۵۸۳۰

اداریہ

خدائے ذوالمنن کا فضل و احسان ہے کہ ہمارا سالانہ اجتماع ہر لحاظ سے نہایت درجہ کامیاب رہا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔
اس کے ساتھ ہی خدام الاحمدیہ کا رواں دواں قافلہ نئی ہمت اور نئے عزم کے ساتھ ایک نئے سال میں داخل ہو گیا ہے۔ یہ سال آپ سب کو مبارک ہو۔ خدا کرے کہ ہم سب اس میں پہلے سے بڑھ کر خدا کے فضلوں سے حصہ پانے والے ہوں آمین۔
شاہراہِ غلبۂ اسلام پر دوڑتے ہوئے ہمیں حضور پُرنور کے ان پیغامات کو زادِ راہ کے طور پر ساتھ لے کر آگے بڑھنا ہو گا جن کا ذکر حضور نے ہمارے سالانہ اجتماع کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا یعنی

قیامِ عبادت اور شفقت علیٰ خلق اللہ

یہ ہمارے لئے ایسا سلوگن ہے جو مذہب کا خلاصہ، اس کی جان اور روحِ رواں ہے۔ اسی پیغام کو اپنا کر ہم نے قریہ قریہ اور بستی بستی میں خدا کے نور اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتوں کو پھیلانا ہے اور دنیا کی اُن اقوام کے دلوں کو خدا اور محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے جیتنا ہے جو کنواریوں کی طرح پڑی ہیں اور منتظر ہیں کہ کب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ان تک پہنچتا ہے اور وہ اس دولہے کو اپناتی ہیں۔
پس اَے خدام احمدیت! اس پیغام کو ایک لمحہ کے لئے بھی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دینا اور اس دَور کے کرشن کی بنسی لے کر اس سے وہ راگ گانا کہ جن کو آسمان گاتا ہے۔ یہی وہ نسخہ ہے جس کے ذریعہ سے ہم اپنے عملوں میں حُسن کے رنگ بھر کر عقبیٰ کو پیارا اور حسین بنا سکتے ہیں۔

آہ! وہ کیسی خوش نصیب گھڑی ہوگی کہ جب دُنیا قرآنی پیشگوئی کے مصداق اُمّتِ واحدہ بن جائے گی اور چہار دانگِ عالم میں اللہ کی توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے جھنڈے گاڑے جائیں گے۔ خدا کے فضل کے ساتھ بعثتِ مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے اس کی بنیادیں رکھی جا چکی ہیں اور یہ عظیم رُوحانی انقلاب ہماری طرف دوڑا چلا آرہا ہے چنانچہ مرکزِ احمدیت ربوہ میں بکثرت منعقد ہونے والے اجتماعات اسی کا دلکش پیش خیمہ ہیں اور آج کی آنکھ کے لئے اس نظارے کا ایک عظیم الشان جلوہ ہمارا جلسہ سالانہ ہے جس کے لئے دُنیا کے کناروں سے کیا اسود و ابیض اور احمر و اصفر۔ سبھی ربوہ کی طرف کشاں کشاں کھچے چلے آتے ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو یہ ان کا مرکز جو ہُوا۔ اور پھر ایسے اجتماعات میں شرکت نہ کرنا تو عمرِ عزیز کو ضائع کرنے کے مترادف ہُوا کرتا ہے جبکہ فوائد اور برکات پر نظر ڈالی جائے تو لاتعداد اور حدِّ احصاء سے باہر ہیں۔ ان اجتماعات میں۔

• اللہ کی محبت کے تجربوں کو حاصل کیا جاتا اور ہر سُو اُس کے نزول کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ سجدہ گاہیں آنسوؤں سے ایسی تر ہو جاتی ہیں اور سوز و گداز سے معمور ایسی دُعاؤں کی توفیق ملتی ہے کہ درِ قبولیت وا ہو کر اُمیدیں بر آتی ہیں۔

• مسیح موعودؑ کے پروانے اپنے جان سے پیارے آقا (ایدہ اللہ تعالیٰ) کے ساتھ اور مرکز کے ساتھ ایک ایسا مضبوط ذاتی تعلّق پیدا کرتے ہیں کہ جس کے نتیجہ میں

•• باہمی پیار و محبت کے چشمے پھوٹتے ہیں اور شفقت علی خلق اللہ کے اسلوب سیکھے جاتے ہیں۔

•• دلوں کے زنگ ایسے دُور ہوتے ہیں کہ مرکز سے باہر اس کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔

یہ سب کچھ کیوں ہے اس لئے کہ :-

"مرکز تو ایک ایسی بھٹی کی طرح ہوتا ہے کہ جس میں اگر لوہا ڈالا جائے تو صیقل ہو کر نکلتا ہے جبکہ اگر دیر تک باہر ہی پڑا رہے تو زنگ آلود ہو جایا کرتا ہے۔"

پس اب جبکہ جلسہ سالانہ کے ایّام کی آمد آمد ہے تو آیئے اور کثرت سے آیئے! اہلِ ربوہ آپ کے لئے چشم براہ ہیں اور اپنی آنکھیں فرشِ راہ کئے آپ کی راہوں کو تک رہے ہیں اور اس ساعتِ سعد کے منتظر ہیں جب مسیح پاک علیہ السّلام کے مہمان ان میں رونق افروز ہوں گے۔ مجالسِ علم و عرفان کے چرچے ہوں گے۔ تازگیٔ ایمان کے مواقع پیدا ہوں گے۔ دل خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی محبّت سے سرشار ہوں گے۔ پاک کلمات سے زبانیں معطّر ہوں گی۔ اور نُور ہوگا جو پیشانیوں سے بہہ رہا ہوگا۔ انہی توقّعات اور اُمیدوں کے ساتھ ہم آنے والے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہیں اور دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس جلسہ کو پہلے سے بڑھ کر پُر رونق اور پُر عظمت بنا دے آمین۔

الوداعیہ

استاذی المکرم مرزا محمد الدین صاحب نازؔ (مدیر خالد) ماہِ رواں سے اپنی نئی اور اہم ذمّہ داریوں کی وجہ سے خالدؔ کے ادارتی فرائض سے رخصت ہو رہے ہیں۔ اپنے عرصۂ ادارت میں خالدؔ کی جو خدمات آپ بڑی محبت اور محنت و جانفشانی سے بجا لاتے رہے اور اس کے معیار اور مقبولیت کو فزوں تر کرنے میں ہمیشہ مصروف رہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ ان کو جزائے جزیل عطا فرمائے۔ آمین۔

ہماری دُعا ہے کہ ربّ کریم انہیں یہ نئی ذمّہ داریاں مبارک فرمائے۔ خدا کے پیار کی نظریں ہمیشہ ان پر پڑتی رہیں۔ اور وہ اپنی ذمّہ داریوں میں حُسن کے رنگ بھرتے ہوئے ہمیشہ بہترین مقبول خدمات کی سعادت پاتے رہیں۔ آمین

ادارہ خالد اپنی اور قارئین کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر آن ان کا حامی و ناصر ہو آمین

(مدیر)

علم و عمل

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۙ (احزاب : ۴۲)

یعنی ـــــ اے مومنو! اللہ کا ذکر بہت کیا کرو۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ (انفال: ۴۶)

اور اللہ کو بہت یاد کیا کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ذکرِ الٰہی کی عظمت و فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ کے بعض ملائکہ ایسے ہیں جو راہوں میں گھومتے پھرتے ذکرِ الٰہی کی مجالس ڈھونڈتے ہیں۔ اور جب کہیں وہ ایسی مجلس پاتے ہیں۔ تو اپنے دوسرے ساتھیوں کو پکارتے ہیں کہ اِدھر آؤ۔ تمہارا مقصود و مطلوب یہاں ہے۔ حضور فرماتے ہیں ـــ وہ ملائکہ اس مجلس میں رونق افروز لوگوں پر سایہ فگن ہو جاتے ہیں ـــ اور جب وہ اپنے ربّ کے حضور پہنچتے ہیں تو باوجود اس کے کہ وہ اپنے بندوں کے حالات کی فرشتوں سے زیادہ واقفیت رکھتا ہے۔ پھر بھی اپنے پیار کے اظہار کے لئے ملائکہ سے پوچھتا ہے کہ میرے بندے کیا کر رہے تھے؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں کہ مولا! وہ تیری تسبیح و تحمید اور تکبیر و تمجید میں مشغول تھے۔ اللہ پوچھتا ہے کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہُوا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں۔ نہیں۔ تیرے منہ کی قسم انہوں نے تجھے نہیں دیکھا ہُوا۔ تو خدا کہتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو پھر اُن کا کیا حال ہو؟ ملائکہ کہتے ہیں کہ اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو پہلے سے بڑھ کر ذوق و شوق سے تیری عبادت کریں۔ اور پہلے سے بڑھ کر تیری بزرگی کا اقرار کریں۔ اور پہلے سے بڑھ کر تیری تسبیح کرنے لگ جائیں۔ تب اللہ پوچھتا ہے کہ وہ کیا مانگتے ہیں؟ ملائکہ بیان کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے جنّت کے خواہاں ہیں۔ اللہ پوچھتا ہے کہ کیا انہوں نے اسے دیکھا ہُوا ہے؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں کہ نہیں۔ تیری قسم! انہوں نے اسے نہیں دیکھا ہُوا۔ تو

خدا فرماتا ہے کہ اگر اُسے دیکھ لیں تو پھر کیا حال ہو؟

تب ملائکہ کہتے ہیں کہ اگر وہ تیری جنّت کو دیکھ لیں تو اس کے لئے ان کی حرص وخواہش بڑھ جائے اور وہ شدّت سے اسے طلب کرنے لگ پڑیں۔ اور ان کا شوق اور رغبت فزوں تر ہو جائے۔

پھر خدا تعالےٰ ملائکہ سے سوال کرتا ہے کہ میرے بندے کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ ملائکہ بیان کرتے ہیں کہ آگ سے۔ اللہ پوچھتا ہے کہ کیا انہوں نے اسے دیکھا ہُوا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں خدایا! ایسے تو نہیں ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ اگر وہ اسے دیکھ لیں تو پھر ان پر کیا گزرے اور بیتے گی؟

ملائکہ کہتے ہیں کہ اگر وہ اسے دیکھ لیں تو وہ اس سے بشدّت راہِ فرار اختیار کریں گے اور اور اس کے خوف کے مارے ان کا بُرا حال ہو گا۔

تب اللہ فرماتا ہے۔ گواہ رہنا۔ مَیں نے اپنے بندوں سے درگزر فرمایا اور انہیں معاف کر دیا ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ اس موقع پر فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہے گا کہ خدایا! فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ کہ ان میں تو فلاں شخص بھی تھا جو ذکرِ الٰہی کی خاطر نہیں اپنی ایک ضرورت کے تحت وہاں آیا تھا لیکن خدا فرماتا ہے۔

"هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى جَلِيْسُهُمْ"

کہ یہ ذکرِ الٰہی کرنے والے وہ لوگ ہیں کہ جن کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے اور تعلق رکھنے والے بھی میری رحمتوں سے محروم نہیں رہتے۔ (صحیح بخاری۔ کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ عزوجلّ)

۵۔ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

"أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (رعد ۲۹۔ ناقل) اس کے عام معنی تو یہی ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے ذکر سے قلوب اطمینان پاتے ہیں۔ لیکن اس کی حقیقت اور فلاسفی یہ ہے کہ جب انسان سچے اخلاص اور پوری وفاداری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اور ہر وقت اپنے آپ کو اس کے سامنے یقین کرتا ہے۔ اس سے اس کے دل پر ایک خوف عظمتِ الٰہی کا پیدا ہوتا ہے۔ وہ خوف اس کو مکروہات اور منہیات سے بچاتا ہے۔ اور انسان تقویٰ اور طہارت میں ترقی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ اس پر نازل ہوتے ہیں اور وہ اس کو بشارتیں دیتے ہیں اور الہام کا دروازہ اس پر کھولا جاتا ہے۔ اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کو گویا دیکھ لیتا ہے اور اس کی دراء الوریٰ طاقتوں کو مشاہدہ کرتا ہے۔ پھر اس کے دل پر کوئی ہم و غم نہیں آسکتا اور طبیعت ہمیشہ ایک نشاط اور خوشی میں رہتی ہے۔" (الحکم مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء جلد ۹ ۳۲ صفحہ)

۶۔ عادتِ ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں ؎ دل میں ہو عشقِ صنم لب پہ مگر نام نہ ہو

آگے آئیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

"پس میں نوجوانوں کو کہتا ہوں کہ وہ دین کی خدمت کے لیئے آگے آئیں۔ اور صرف آگے ہی نہ آئیں بلکہ اس ارادے سے آگے آئیں کہ انہوں نے کام کرنا ہے۔

گو حضرت خالد بن ولیدؓ نوجوان آدمی تھے حضرت عمرؓ نے آپ کی جگہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو کمانڈر انچیف مقرر کر دیا۔ اس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ کو اپنی برطرفی کا کسی طرح علم ہو گیا وہ حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح کے پاس گئے اور کہا کہ آپ کے پاس میری برطرفی کا حکم آیا ہے لیکن آپ نے ابھی تک اس حکم کو نافذ نہیں کیا۔ حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح نے کہا خالد تم نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے اب تم خدمت کرتے چلے جاؤ۔ خالدؓ نے کہا یہ ٹھیک ہے لیکن خلیفۂ وقت کا حکم ماننا بھی ضروری ہے آپ مجھے برطرف کر دیں اور کمانڈر انچیف کا عہدہ خود سنبھال لیں۔ میرے سپرد آپ ایک چپڑاسی کا کام بھی کر دیں گے تو میں اُسے خوشی سے کروں گا لیکن خلیفۂ وقت کا حکم بہر حال جاری ہونا چاہیئے۔ حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح نے کہا۔ کمان تو مجھے لینی ہی پڑے گی کیونکہ خلیفۂ وقت کی طرف سے یہ حکم آ چکا ہے۔ لیکن تم کام کرتے جاؤ۔ خالدؓ نے کہا آپ حکم دیتے جائیں میں کام کرتا جاؤنگا۔ چنانچہ بعد میں ایسے موقعے بھی آئے جب ایک ایک مسلمان کے مقابلے میں سو سو عیسائی تھا لیکن خالدؓ نے ہمیشہ یہی مشورہ دیا کہ آپ اُن کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیئے تیار رہیں۔

خدا کے اس وعدے پر یقین رکھو کہ اسلام اور احمدیت نے دنیا پر غالب آنا ہے۔ اگر یہ فتح تمہارے ہاتھوں سے آئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت تمہارے لیئے وقف ہو گی کیونکہ تم اسلام کی کمزوری کو قوت سے اور اس کی شکست کو فتح سے بدل دو گے۔ خدا کہے گا کہ قرآن کریم میں نے نازل کیا ہے لیکن اس کو دنیا میں قائم ان لوگوں نے کیا۔ پس اس کی برکات تم پر ایسے رنگ میں نازل ہوں گی، تم اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرو گے اور وہ تمہاری اولاد کو بھی ترقیات بخشے گا۔" (مشعل راہ صفحہ ۸۴۳)

(مرسلہ : مشتاق احمد۔ ماڈل ٹاؤن لاہور)

ذِکرُ الحبیبِ حبیب

یَا بَدرَنَا یَا آیَۃَ الرَّحمٰنِ

اے چودھویں کے چاند اور اے خدائے رحمان کے نشان

• عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ لَیْلَۃٍ اِضْحِیَانٍ وَعَلَیْہِ حُلَّۃٌ حَمْرَاءُ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَیْہِ وَ اِلَی الْقَمَرِ فَلَھُوَ عِنْدِیْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ۔

(شمائل الترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں چاندنی رات تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سُرخ قبا زیب تن کئے ہوئے تھے۔ مَیں کبھی چاند کو دیکھتا تھا اور کبھی حضورؐ کے رُخِ انور پر نگاہ ڈالتا تھا۔ آخر میرے دل نے یہی فیصلہ کیا کہ حضورؐ چاند سے کہیں زیادہ حسین وجمیل اور منوّر ہیں۔

اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

انہی جابر بن سمرہؓ سے کسی شخص نے پُوچھا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار جیسا چمکیلا تھا ؟ تو فوراً بولے :-

لَا بَلْ کَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ

نہیں نہیں حضورؐ کا چہرہ تو آفتاب و ماہتاب جیسا تھا

(مسلم کتاب الفضائل باب شیبہ صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت حسنؓ بن علیؓ کس محبّت بھرے انداز سے فرماتے ہیں کہ

یَتَلَألَأُ وَجْھُہٗ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ

(شمائل الترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ مبارک یوں چمکتا تھا گویا چودھویں کا چاند۔

• صحابیٔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پیر سراج الحق صاحب نعمانی فرماتے ہیں :-

"ایک روز کا ذکر ہے کہ صبح کے چار بجے تھے۔ گلابی موسم تھا۔ خاکسار اور منشی محمد خاں مرحوم عاشق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور منشی ظفر احمد صاحب ساکنان کپور تھلہ اور حافظ احمد اللہ خان صاحب ناگپوری و پشوری و دیگر دو تین اصحاب مسجد میں بیٹھے تسبیح و تہلیل و درود و استغفار میں مشغول تھے۔ کسی نے اذان خوش الحانی سے دی۔ جب وہ اذان ختم کر چکا تو میرے دل میں جوش پیدا ہوا۔ تو میں نے آہستہ آہستہ حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار خوش الحانی سے پڑھنے شروع کئے۔ تو عاشق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زور سے پڑھنے کے لئے فرمایا۔ چونکہ مرحوم کا اور میرا گہرا تعلق تھا اور ساتھ ہی بے تکلفی تھی۔ اُن کے ذوقِ قلبی اور فرمانے پر میں نے وہی اشعار زور سے پڑھے اور وہ یہ ہیں ؎

چوں مرا نورے پئے قومِ مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابنِ مریم نامِ من بنہادہ اند

مے درخشم چوں قمر تابم چو قرصِ آفتاب
کور چشم آنانکہ در انکار ہا افتادہ اند

(ترجمہ از ناقل :- ۱۔ چونکہ مجھے عیسائی قوم کے لئے ایک نور دیا گیا ہے اس وجہ سے میرا نام ابن مریم رکھا گیا۔ ۲۔ میں چاند کی طرح روشن ہوں اور آفتاب کی طرح چمکتا ہوں۔ وہ اندھے ہیں جو میرے انکار میں پڑے ہوئے ہیں۔)

جب دوسرا شعر پڑھا تو حضرت مسیح موعودؑ نے بیت الفکر کی دریچی یعنی کھڑکی سے چہرۂ منور چمکتا ہوا نکالا اور دستِ مبارک میں لالٹین روشن شدہ تھی۔ اور ایک لیمپ مسجد میں روشن تھا۔ اللہ اکبر۔ اُس وقت کا منظر کیا ہی مبارک اور دلکش تھا۔ عین بعین دوسرے شعر کے مصرعہ اوّل کے مطابق تھا:

مے درخشم چوں قمر تابم چو قرصِ آفتاب

آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ محمد خان مرحوم کو تو وجد کی حالت طاری ہو گئی اور ہم سب پر ایک عجیب حالت طاری تھی۔ ایک طرف استیلائے محبت اور ایک استغراق محو نظارہ۔ میں خاموش ہو رہا۔ آپؑ بیٹھ گئے۔ فرمایا۔ صاحبزادہ صاحب چُپ کیوں ہو گئے۔ پھر میں نے سہ کرر ان اشعار کو پڑھا۔ آپ سُن کر محظوظ ہوئے اور فرمایا جزاک اللہ احسن الجزاء۔ اس کے بعد نماز ادا کی۔" (اصحاب احمد جلد ۲ صـ ۳۸-۳۹)

جلسہ سالانہ کی غرض و غایت

اور

جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے حضرت اقدسؑ کی دعائیں

"تمام مخلصین داخلین سلسلۂ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دُنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کی محبّت دِل پر غالب آ جائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصُول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حِصّہ اپنی عُمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو کسی برہانِ یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضُعف اور کسل دُور ہو۔ اور یقینِ کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولۂ عشق پیدا ہو جائے سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دعا کرنا چاہیئے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے۔ اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو۔ کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے۔ کیونکہ سلسلۂ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہو گی۔ اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعثِ ضعفِ فطرت یا کمیٔ مقدرت یا بُعدِ مسافت یہ میسّر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آ کر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اُٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعالِ شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر رَوا رکھ سکیں لہٰذا قرینِ مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں۔ جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرطِ صحت و فرصت و عدمِ موانعِ قویّہ تاریخ مقررّہ پر حاضر ہو سکیں .... اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف سُنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دُعائیں اور خاص توجہ ہو گی اور حتّی الوسع

بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے مُنہ دیکھ لیں گے اور رُوشناسی ہو کر آپس میں رشتۂ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا۔ اس جلسہ میں اس کے لئے دُعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو رُوحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور اُن کی خُشکی اور اجنبیّت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہِ حضرتِ عزّت جلّ شانہٗ کوشش کی جائے گی "۔

(رُوحانی خزائن جلد ۴ صہ ۳۵۱ - ۳۵۲)

" اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ اَمر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیّار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں ....

ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دُور فرما دے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو

اَے خدا ، اَے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کُشا یہ تمام دعائیں قبول کر۔ اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوّت اور طاقت تجھ ہی کو ہے آمین ثم آمین "۔　　(اشتہار ۷ ، دسمبر ۱۸۹۲ء ، مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صہ ۳۴۱ ، ۳۴۲)

نائب مدیر کے قلم سے

سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک درخشاں باب

مہمان نوازی

مہمانوں نے گھر کے دروازے پر دستک دی۔ صاحبِ خانہ نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ بالکل اجنبی لوگ ہیں۔ اس نے انہیں بڑے احترام سے بٹھایا۔ اور قبل اس کے کہ وہ اپنی آمد کا مدعا بیان کرتے میزبان اپنے گھروالوں کے پاس گیا اور ایک بھنا ہوا بچھڑا تیار کر کے ان کی ضیافت کے لئے لے آیا اور درخواست کی کہ نوش فرمائیں۔

مہمانوں نے تو کسی وجہ سے کھانا نہیں کھایا۔ اور عملاً اس ضیافت کا مقصد بھی پورا نہ ہوا۔ مگر اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب ابراہیم کی یہ ادا اتنی پسند آئی اور مہمان نوازی کے یہ جذبات کچھ ایسے بھائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو ہمیشہ ہمیش کے لئے اسوہ کے طور پر قرآن کریم میں محفوظ کر دیا۔ فرماتا ہے:-

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۙ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝

(الذّٰریات ۲۵ تا ۲۸)

یعنی کیا تیرے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے۔ جب وہ اس کے پاس آئے تو انہوں نے کہا ہم تجھے سلام کہتے ہیں۔ اس نے کہا میں بھی کہتا ہوں کہ تمہارے لئے خدا کی طرف سے دائمی سلامتی مقدر ہے اور دل میں کہا کہ یہ لوگ اجنبی معلوم ہوتے ہیں پھر وہ چپکے سے اپنے گھر والوں کی طرف چلا گیا۔ اور ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آیا۔ اور اسے ان کے سامنے رکھ دیا۔ پھر کہا کیا آپ لوگ کچھ نوش نہیں فرمائیں گے؟

قرآن کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جن نمایاں اخلاق کا ذکر کیا ہے ان میں سے ایک "مہمان نوازی" کا خُلق بھی ہے جو دوسرے تمام اخلاق حسنہ کی طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں کمال کو پہنچا اور ہر رنگ اور ہر روپ میں نکھر کر سامنے آیا۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور

سیرت نے یہ بات کھول کر واضح کر دی ہے کہ مہمان نوازی کا خُلق ایک طرف تو رضاء باری تعالیٰ کے حصول کا موجب ہے تو دوسری طرف اس کے ذریعے انسانوں کے ساتھ محبت اور پیار کے اٹوٹ رشتے قائم ہوتے ہیں۔ اور یہی تمام شریعت کا خلاصہ اور مغز ہے۔ ؎

خدا کی بندگی خلقت سے اُلفت
یہی مقصد ہے لیسمٰی زندگی کا

اور وہ پھیلنے والی قومیں جو دُنیا کو اپنے اندر سمونا چاہتی ہیں ان کے لئے تو یہ صفت کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ جو دلوں سے دُوری اور اجنبیت اور تعصّبات کے تالے کھولتی چلی جاتی ہے۔ اور وہ پکے ہوئے پھل کی طرح میزبان قوم کی آغوش میں آگرتے ہیں۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہ تاکیدی حکم ارشاد فرمایا کہ :-

"جو کوئی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کا دعویدار ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت و تکریم کرے۔"

یہ فرض کیسے ادا ہوگا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت اس کے ہر پہلو پر روشنی ڈالتی ہے۔ اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے وہ اسوہ پھر زندہ کر دکھایا۔ آیئے ہم اسی مشعل کی روشنی میں اپنے لئے راہِ عمل اختیار کریں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی مہمان نوازی کا سب سے حسین اور نمایاں پہلو یہ ہے کہ رحمۃ للعالمین ہونے کے ناتے آپ کا فیضان ہر مذہب و ملّت اور رنگ و نسل کے لئے یکساں تھا۔ اس میں کسی مسلم اور غیر مسلم کی تمیز نہ تھی۔

ایک رات ایک غیر مُسلم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہاں مہمان ہوُا۔ آپ نے اُسے بکری کا دُودھ دوہ کر دیا لیکن وہ سیر نہ ہُوا۔ پھر دوسری بکری کا دُودھ پیش کیا لیکن پھر بھی اس کی تسلّی نہ ہوئی۔ اس پر تیسری، چوتھی یہاں تک کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ آپ اس کی اس حرص پر مسکرائے۔ لیکن مہمان سے کوئی بات نہ کہی۔ (ترمذی ابواب الاطعمہ باب ان المومن یاکل فی معًا واحد)۔

اسی حُسن اخلاق کا اثر تھا کہ صبح اس کافر نے اسلام قبول کر لیا۔ اور پھر صرف ایک بکری کے دُودھ پر قانع ہو گیا ؎

جو نکلو پھر تو جو چاہو سو کہنا
ذرا دیکھو تو اس محفل میں آکے

ابوبصرہ غفاری کا بیان ہے کہ جب وہ کافر تھے تو مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آکر مہمان رہے۔ رات کو گھر کی تمام بکریوں کا دُودھ پی گئے۔ لیکن آپ نے کچھ نہ فرمایا۔ اور رات تمام اہلِ بیت نبوی بھوکا رہا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۶ ص ۳۹۷)

اسی طرح فتح مکّہ کے بعد جب طائف سے بنو ثقیف کا ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوُا تو آپ نے ان کے لئے مسجد میں خیمے نصب کروائے اور وہاں ان کو ٹھہرایا۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ پلید مشرک قوم ہے مسجد میں ان کا ٹھہرانا مناسب نہیں آپ نے فرمایا :-

ارشادالٰہی اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ میں دل کی طرف اشارہ ہے جسموں کی ظاہری گندگی مراد نہیں۔ اور نہ کوئی انسان ان معنوں میں پلید ہے کیونکہ سب انسان پاک ہیں اور وہ ہر مقدس سے مقدس جگہ میں بلا روک ٹوک جا سکتے ہیں۔ (احکام القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۰۹)

نہ صرف یہ کہ آپ کا دَر ہر ایک کے لئے کھلا تھا بلکہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنے مہمانوں کی خدمت کرتے۔ چنانچہ جب غزوہ خیبر کے بعد حبشہ سے ایک وفد آیا تو آپ بذاتِ خود ان کی خدمت کرنے لگے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہمیں ان کی خدمت کا موقع دیجئے تو آپ نے فرمایا انہوں نے میرے صحابہ کو راحت پہنچائی تھی اس لئے اب میں خود ان کی خدمت کروں گا۔ (السیرۃ الحلبیہ جلد سوم صفحہ ۵۷)

ع یہاں پر رات دن اخلاص کی خیرات بٹتی ہے
ہے اونچا دوستو دیر و حرم سے آستاں اپنا

اکرام ضیف کا سلسلہ صرف عام مہمانوں تک محدود نہ تھا۔ بلکہ جانی دشمن بھی اس چشمہ سے سیراب ہوتے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق جنگی قیدیوں سے مہمانوں کا سا سلوک کیا جاتا تھا اور صحابہ خود دکھ اٹھا کر ان کے آرام کا خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ ابو عزیز بن عمیر جو جنگ بدر میں قید ہوئے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ انصار مجھے تو پکی ہوئی روٹی دیتے تھے۔ اور خود کھجوریں وغیرہ کھا کر گذارہ کر لیتے تھے اور کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ اگر ان کے پاس روٹی کا کوئی چھوٹا سا ٹکڑا بھی ہوتا تو وہ مجھے دے دیتے اور خود نہ کھاتے تھے۔ اور اگر میں تامل کرتا تو اصرار کے ساتھ کھا لیتے تھے۔

حضور اور آپ کے صحابہ کا یہ وہ عظیم الشان اسوہ ہے جو دل پر اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور آج بھی اسلام کے دشمن اس عالی ظرفی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں چنانچہ سر ولیم میور لکھتا ہے کہ :۔

"محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایات کے ماتحت انصار و مہاجرین قیدیوں کے ساتھ بڑی محبت اور مہربانی کا سلوک کیا کرتے تھے چنانچہ بعض قیدیوں کی اپنی شہادت ہے کہ خدا بھلا کرے مدینہ والوں کا وہ ہم کو سوار کرتے اور خود پیدل چلتے تھے۔ ہم کو گندم کی پکی ہوئی روٹی کھلاتے اور خود کھجوریں وغیرہ کھا کر گزارہ کر لیتے تھے ۔ کئی قیدی محض اس حسن سلوک سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ (لائف آف محمد۔ حالات قیدیان بدر)

مدینہ اسلام کا مرکز تھا۔ اور عرب میں مختلف اطراف اور صوبوں سے جوق در جوق لوگ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوتے تھے۔ ایسے مہمانوں کی سہولت کے لئے حضور کے گھر کے علاوہ کم از کم دو ایسے مقامات کا ذکر ملتا ہے۔ جہاں مہمان ٹھہرائے جاتے تھے۔ چنانچہ ایک صحابیہ رملہؓ کا گھر دار الضیوف تھا۔ اور مہمان یہاں اترتے تھے۔ (زرقانی ذکر وفود)

اسی طرح حضرت امّ شریکؓ جو نہایت دولت مند

اور نہایت فیاض صحابیہ تھیں۔ انہوں نے اپنے مکان کو مہمان خانہ بنا دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باہر سے جو مہمان آتے تھے وہ اکثر ان ہی کے مکان پر ٹھہرتے تھے۔ (نسائی کتاب النکاح باب خطبۃ فی النکاح)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفسِ نفیس ان مہمانوں کی خاطر داری اور تواضع فرماتے تھے۔ یوں بھی جو لوگ حاضر ہوتے تھے وہ بغیر کھائے پیئے واپس نہ جاتے تھے۔ (صحیح مسلم)

حضور کے مہمانوں میں ایک حصّہ مستقل مہمانوں کا تھا جو اصحاب الصفہ کہلاتے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو گھر بار چھوڑ کر درِ محبوب پہ دھونی رما کر بیٹھ گئے تھے۔ مسجد نبوی کے ایک حصّہ میں ایسے لوگوں کے مستقل قیام کا بندوبست تھا اور حضور خود ان کی دیکھ بھال فرماتے۔ اور خیال رکھتے اور ازواجِ مطہرات بھی حتی الامکان ان کی خدمت کرتی تھیں۔

اصحاب صُفّہ میں حضرت ابوہریرہؓ اپنے فقر و فاقہ کی داستان نہایت درد انگیز طریقہ سے بیان کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز شدّت بھوک کی حالت میں گزرگاہ عام پر بیٹھ گیا۔ حضرت ابوبکرؓ راستے سے گذرے تو میں نے بطور حسنِ طلب کے ان سے قرآن کریم کی ایک آیت پوچھی لیکن وہ گذر گئے اور میری حالت کی طرف توجہ نہ کی حضرت عمرؓ کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا اور وہی نتیجہ ہوا۔ اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا تو آپ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ میرے ساتھ آؤ آپ گھر میں پہنچے تو دُودھ کا ایک پیالہ نظر آیا۔ آپ نے دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ کسی نے ہدیۃً بھیجا ہے۔ آپ نے مجھ سے کہا کہ اصحاب صُفّہ کو بُلا لاؤں میں ان کو بُلا لایا تو آپ نے مجھ کو دُودھ کا پیالہ دیا کہ سب کو تقسیم کر دو۔ ان کو پلانے کے بعد میں نے پیا اور سب سے آخر میں آپ نے خود پیا۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق)

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صُفّہ کو لے کر حضرت عائشہ کے گھر پہنچے اور فرمایا کھانے کو جو کچھ ہو لاؤ۔ چُونی کا پکا ہوا کھانا سامنے لا کر رکھا گیا۔ آپ نے کھانے کی کوئی اور چیز طلب کی تو چھوہارے کا حریرہ پیش ہوا۔ اس کے بعد بڑے پیالہ میں دُودھ حاضر کیا گیا۔ اور یہی سامانِ مہمانی کی آخری قسط تھی۔ (ابوداؤد۔ کتاب الادب)

حضور کے گھر میں ایک پیالہ اس قدر بھاری تھا کہ اس کو چار آدمی اُٹھا سکتے تھے۔ جب دوپہر ہوتی تو وہ بھرا ہوا پیالہ آتا اور اصحاب الصفہ اس کے گرد بیٹھ جاتے۔ یہاں تک کہ جب زیادہ مجمع ہو جاتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اکڑوں بیٹھنا پڑتا تاکہ اور لوگوں کے لئے جگہ نکل آئے۔ (ابوداؤد۔ کتاب الاطعمہ)

مقدادؓ کا بیان ہے کہ میں اور میرے دو رفیق اس قدر تنگ دست تھے کہ بھوک سے بینائی جاتی رہی ہم لوگوں نے اپنے تکفّل کی درخواست کی لیکن کسی نے منظور نہیں کیا۔ آخر ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ہمیں اپنے دولت خانہ پر لے

گئے۔ اور تین بکریاں دکھا کر فرمایا کہ ان کا دودھ پیا کرو۔ چنانچہ ہم میں ہر شخص دودھ دوہ کر اپنا حصّہ پی لیا کرتا تھا۔ (صحیح مسلم)

جب اصحاب الصفّہ کو کھلانے کے لئے حضور کے پاس کچھ بھی نہ ہوتا تو آپ عام صحابہ کو خدمت کی ترغیب دلایا کرتے تھے۔

ایک بار آپ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ ان میں سے تین آدمی اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ ان میں سے پانچ آدمی ساتھ لے جائے۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ تین آدمی ساتھ لے گئے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس آدمیوں کو لے گئے۔ (صحیح مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ تربیت کے نتیجہ میں صحابہ کے اندر بھی مہمان نوازی کا خلق انتہائی درجہ کا تھا۔ خود کھانے کو کچھ ملے یا نہ ملے مہمان کو ذرّہ برابر تکلیف نہ ہو۔ بلکہ اسے یہ احساس تک نہ ہو کہ میرا میزبان خود بھوکا ہے۔

ایک مرتبہ ایک مہمان دربارِ نبویؐ میں آیا۔ وہ ایّام سخت تنگی کے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ کو تحریک فرمائی اور فرمایا کہ جو شخص اس کی مہمان نوازی کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحم کی اُمید پر اپنے گھر میں موجود سامان خورد و نوش کا جائزہ لئے بغیر حضرت ابو طلحہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اس مہمان کو اپنے ساتھ گھر لے جاتا ہوں۔ چنانچہ اسے ساتھ لے گئے۔ گھر پہنچے تو بیوی سے معلوم ہوا کہ کھانے کو کچھ نہیں ہے صرف اتنا ہی کھانا ہے جو بچّوں کے لئے بمشکل کفایت کر سکے گا۔ لیکن بیوی کی طرف سے مایوس کُن اطلاع کے باوجود انہیں کوئی تشویش نہ ہوئی۔ اور جذبۂ مہمان نوازی میں کوئی فرق نہ آیا۔ آپ نے بیوی سے کہا کہ زیادہ فکر تو بچّوں کا ہی ہے۔ لیکن ان کو پیار اور دلاسا دے کر بھوکا ہی سلا دو۔ لیکن ایک مشکل ابھی باقی تھی۔ اور وہ یہ کہ اس وقت کے رسم و رواج کے مطابق مہمان گھر والوں کو ساتھ شامل کرنے پر اصرار کرے گا۔ کیونکہ اس وقت تک پردہ کے احکام ابھی نازل نہ ہوئے تھے۔ اس کا حل یہ سوچا گیا کہ جب میاں بیوی مہمان کے ساتھ کھانے پر بیٹھیں تو بیوی روشنی ٹھیک کرنے کے بہانے سے چراغ گُل کر دے۔ اور پھر دونوں ساتھ بیٹھ کر یونہی مُنہ ہلاتے رہیں کہ گویا کھانا کھا رہے ہیں۔ لیکن دراصل کچھ نہ کھائیں اور اس طرح مہمان سیر ہو کر کھانا کھالے چنانچہ اس ایثار پیشہ خاندان نے ایسا ہی کیا۔ بچّوں کو فاقہ کے باوجود بہلا کر سلا دیا گیا۔ بیوی نے روشنی بجھا دی اور میاں بیوی ساتھ بیٹھ کر یونہی مُنہ ہلاتے رہے گویا بڑے مزے سے کھانا کھا رہے ہیں۔ اس طرح گھر کے سب لوگ تو فاقہ سے رہے اور مہمان نے سیر ہو کر کھا لیا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا ایسی پسند آئی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو وحی کے ذریعہ اس کی خبر دی چنانچہ صبح ہوئی تو آپ نے حضرت ابو طلحہؓ کو بلایا اور ہنستے ہوئے فرمایا کہ رات تم نے مہمان کے ساتھ کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کیا! آپؐ نے فرمایا جو کچھ تم نے کیا اسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ عرش پر ہنسا اور اس لئے میں بھی ہنسا ہوں۔ (مسلم)

ایک دفعہ بنی عذرہ کے تین مہمان مدینہ میں آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ان کی کفالت کا ذمہ لیتا ہے۔ حضرت طلحہؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مَیں۔ چنانچہ ان تینوں کو اپنے گھر لے گئے۔ اور پھر جب تک وہ زندہ رہے۔ انہی کے ہاں رہے۔ لیکن انہوں نے کبھی ان کو اپنے لئے بار تصوّر کرکے ان سے گلو خلاصی کی کوشش نہیں کی۔ اور ایسے اخلاص سے ان کے ساتھ پیش آتے رہے کہ ان کو یہ احساس تک نہیں ہونے دیا کہ وہ کسی اجنبی جگہ میں ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں وفد عبد القیس حاضر ہُوا تو آپ نے انصار سے مخاطب ہو کر فرمایا

"اپنے بھائیوں کی خاطر مدارات کرو۔ کیونکہ شکل میں، صورت میں، وضع میں اور اسلام میں وہ تم سے بہت مشابہ ہیں اور بلا جبر و اکراہ اسلام لائے ہیں۔ انصار نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ صبح کے وقت وہ لوگ حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا تمہارے بھائیوں نے تمہاری خاطر مدارات کیسی کی؟ بولے بڑے اچھے لوگ ہیں ہمارے لئے نرم بچھونے بچھائے۔ عمدہ کھانے کھلائے اور رات بھر کتاب و سنت کی تعلیم دیتے رہے۔ آپ نہایت خوش ہوئے اور ہر ایک نے جو کچھ پڑھا تھا اس کو سنا اور کچھ باتیں خود بھی بتائیں۔ (مسند احمد جزء ۳ صفحہ ۴۳۲)

قبیلہ مضر کے کچھ لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے چہروں پر فاقہ کشی کے آثار دیکھے۔ آپ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ مسلمانوں کو جمع کرو۔ پھر آپ مسجد نبویؐ میں تشریف لائے اور ان مہمانوں کی مدد کی تلقین کی۔ ہر شخص نے حسب استطاعت کچھ نہ کچھ پیش کیا یہانتک کہ ان کے کھانے اور لباس کا مناسب سامان میسّر آگیا۔ راوی کہتا ہے کہ اس وقت مَیں نے حضور کے چہرہ کو اس طرح چمکتا ہُوا دیکھا گویا وہ سونے کی ڈلی ہے۔ (نسائی کتاب الزکوٰۃ باب التحریض علی الصدقۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو مہمان سے کوئی تکلیف پہنچتی تو اسے خندہ پیشانی سے برداشت کرتے اور قطعاً تکلیف کا اظہار نہ فرماتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زینبؓ سے عقد کے بعد ولیمہ کے لئے صحابہ کو گھر پر مدعو فرمایا۔ کھانا ختم ہُوا تو لوگ آپس میں اسی جگہ گفتگو کرنے لگے۔ حضورؐ وہاں سے اُٹھ کر دوسری ازواجِ مطہرات کی طرف تشریف لے گئے۔ اور سب کی خیر و عافیت دریافت فرمانے کے بعد واپس تشریف لائے تب بھی لوگ بیٹھے باتیں کر رہے تھے جن کی وجہ سے حضور کے دوسرے کاموں میں حرج واقع ہو رہا تھا۔ مگر حضورؐ مہمانوں کی دل داری اور شدید حیا کی وجہ سے انہیں کچھ نہ کہہ سکتے تھے۔ آخر کافی دیر بعد جب لوگ خود ہی اٹھ گئے تو پھر آپ مقررہ جگہ تشریف لے گئے۔ (بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ الحجرات)۔

ایک دفعہ ایک یہودی آپ کے پاس مہمان کے طور پر ٹھہرا۔ نظام ہضم کی خرابی کی وجہ سے اس کو اسہال شروع ہو گئے اور رات کو بستر کی چادر خراب ہو

گئی۔ صبح وہ شرم کے مارے ملے بغیر ہی چلا گیا۔ اتفاق سے وہ اپنی تلوار حضور کے گھر بھول آیا تھا۔ جب اسے یاد آیا تو واپس لوٹا اور دیکھا کہ حضورؐ خود اپنے ہاتھوں سے اس کپڑے کو دھو رہے ہیں

حضورؐ کے اس مہمان داری کے خُلق میں آپ کی ازواجِ مطہرات بھی آپ کے ساتھ شریک تھیں۔ انہوں نے حضورؐ کی تربیت کا خوب حق ادا کیا۔ گو خود ان کے گھروں میں دنوں تک آگ نہ جلتی اور کھانے کو کچھ نہ ہوتا مگر جہاں تک ممکن ہوتا مہمان کی دلداری کرتیں اور ایثار کا بہت عمدہ نمونہ دکھاتیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ کا یہ واقعہ اس پر دلالت کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بار وفد بنو منتفق حاضر ہوا۔ سوءِ اتفاق سے آپ گھر میں موجود نہ تھے۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فوراً خزیرہ (عرب کا ایک کھانا تھا) تیار کرنے کا حکم دیا۔ اور مہمانوں کے سامنے ایک طبق میں کھجوریں رکھوا دیں۔ آپؐ تشریف لائے تو حسب معمول سب سے پہلے دریافت فرمایا کہ کچھ ضیافت کا سامان ہوا یا نہیں؟ ان لوگوں نے کہا حضورؐ ہم تو کھانے پینے سے فارغ ہو چکے ہیں۔

ابھی یہ وفد حضور کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ آپ کا چرواہا بکریاں لے کر آیا۔ اس کے ساتھ بکری کا ایک بچہ تھا۔ آپؐ نے پوچھا کہ بکری نے کیا جنا ہے۔ اس نے کہا بچھوری۔ آپ نے فرمایا پھر اس کے بدلے ہمارے لئے ایک بڑی بکری ذبح کرو۔ اور وفد کی ضیافت فرمائی۔ مگر ساتھ ہی فرمایا کہ یہ نہ سمجھنا کہ ہم نے محض تمہاری خاطر (تکلّف سے) یہ جانور ذبح کروایا ہے بلکہ بات یہ ہے کہ ہماری سو بکریاں ہیں۔ اور ہم نہیں چاہتے کہ وہ سو سے بڑھ جائیں۔ اس لئے جب کوئی بکری بچہ جنتی ہے تو ہم اس کے بدلے ایک جانور ذبح کر لیتے ہیں۔

اس کے بعد مہمانوں نے حضورؐ سے مختلف دینی مسائل کے بارے میں پوچھا۔ اور حضورؐ ان کا جواب دیتے رہے اور اس طرح ان کی روحانی سیری کا بھی سامان کیا۔

(ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب فی الاستنثار)

بکری ذبح کرنے کے بارہ میں حضورؐ نے حسن بے تکلّفی سے یہ بات بیان فرمائی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اور دوسری طرف مہمان کے اس خیال کو بھی دُور فرما دیا کہ وہ میزبان کے لئے بوجھ اور تکلیف کا باعث بنا ہے۔

یہ وہ مہمان نوازی کے نمونے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں جلوہ گر ہوئے۔ اور یہ ہمارا ورثہ ہیں بشرطیکہ ہم انہیں اپنا لیں اور ان پر کاربند ہو کر محض خیالی نہیں بلکہ ذاتی اور حقیقی لطف اُٹھائیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مہمان نوازی

شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے

حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ حضورؑ بیت الفکر میں تشریف فرما تھے۔ مَیں پاؤں دبا رہا تھا کہ کھڑکی پر شرمپت یا لالہ ملاوامل نے دستک دی۔ مَیں اُٹھ کر کھڑکی کھولنے لگا۔ مگر حضور بڑی جلدی سے اُٹھے اور تیزی سے جاکر زنجیر کھول دی اور پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور فرمایا یہ ہمارے مہمان ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہمان کا اکرام کرنا چاہیئے۔

(سیرت المہدی جلد اوّل)

جب مہمان آتا

جب بھی کوئی دوست باہر سے آتا تو آپؑ کا چہرہ خوشی سے پھول کی طرح کھل اُٹھتا۔ بعض دفعہ سرو قد تعظیم کے لیئے کھڑے ہو جاتے۔ اُسے اچھی جگہ بٹھاتے۔ اُس کی اور اُس کے متعلقین کی خیریت دریافت فرماتے اور جو کچھ وہ عرض کرتا اُسے بڑی توجہ سے سُنتے۔ پھر اُس کے قیام اور طعام کی نسبت دریافت فرماتے۔

آپؑ کا پُرانا خادم حامد علی تھا اُسے اسی خاطر مہمان خانہ پر متعین کر دیا کہ مہمانوں کی خاطر داری میں فرق نہ ہو۔ اور بار بار تاکید فرماتے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو۔

حضورؑ کا سب کچھ مہمانوں کے لیئے حاضر تھا

مہمان کو آرام پہنچانے کیلئے حضورؑ ہمیشہ ایثار سے کام لیتے خود تکلیف اُٹھاتے مگر مہمان کو اُس کا احساس نہ ہونے دیتے۔

ایک بار جلسہ سالانہ کے موقع پر بہت سے آدمی اپنے بستر ساتھ نہ لائے تھے۔ مہمانوں کے لیئے اندر سے بستر منگوانے شروع ہوئے۔ کارکن عشاء کے بعد حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہے حضورؑ بغلوں میں ہاتھ دیئے بیٹھے ہیں۔ ایک صاحبزادہ لیٹا تھا۔ اُسے شتری چوغا اوڑھا رکھا تھا معلوم ہوا کہ آپؑ نے اپنا لحاف بھی مہمانوں کیلئے بھجوا دیا۔ اُس نے عرض کی کہ حضور کے پاس کوئی کپڑا نہیں رہا اور سردی بہت سخت ہے۔ فرمانے لگے مہمانوں کو تکلیف نہیں ہونی چاہیئے۔ اور ہمارا کیا ہے رات گزر جائے گی۔ پھر وہ کسی سے لحاف مانگ کر اوپر لے گیا تو حضورؑ نے فرمایا کسی مہمان کو

دیدو۔ مجھے تو اکثر نیند بھی نہیں آتی۔ اور باوجود
اصرار کے حضورؑ نے وہ لحاف نہ لیا۔
(اصحاب احمد جلد ۴ صفحہ ۱۱۸)

سے اپنی تو وہ مثال ہے جیسے کوئی درخت
دُنیا کو چھاؤں بخش کے خود دھوپ میں جلے

حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایک دفعہ
لاہور سے قادیان آئے ہوئے تھے۔ پچھلی رات
کو تھوڑی سردی ہو جایا کرتی۔ حضرت صاحب نے
انہیں خادم لڑکے کے ہاتھ دو کپڑے بھیجے۔ ایک گرم
پشمینہ کی چادر اور ایک رُوئی دار دُلائی (جو حضرت
صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کی تھی) اور کہلا بھیجا
ان میں سے جو ایک پسند ہو رکھ لیں یا دونوں رکھ لیں۔
(ذکر حبیب صفحہ ۳۲۷)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب مرحوم کپورتھلویؓ
فرماتے ہیں کہ:۔

"ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر
خرچ نہ رہا۔ ان دنوں جلسہ سالانہ
کے لئے الگ چندہ جمع ہو کر نہیں جاتا
تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنے پاس سے
صرف فرماتے تھے۔ میر ناصر نواب
صاحب مرحوم نے آکر عرض کی کہ رات
کو مہمانوں کے لئے کوئی سامان نہیں ہے
آپ نے فرمایا کہ بیوی صاحبہ سے کوئی
زیور لے کر جو کفایت کر سکے فروخت
کر کے سامان کر لیں۔ چنانچہ زیور فروخت
یا رہن کر کے میر صاحب روپیہ لے آئے
اور مہمانوں کے لئے سامان بہم پہنچایا"
(اصحاب احمد جلد ۴ صفحہ ۱۰۱)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب ہی کا واقعہ ہے
وہ کپورتھلہ سے قادیان آئے ہوئے تھے عید آپہنچی۔
وہ صرف ایک پگڑی لے کر آئے تھے۔ وہ میلی ہو گئی۔
انہوں نے چاہا کہ بازار جاکر پگڑی خرید لائیں۔ چنانچہ
وہ بازار کو چل دیئے۔ حضورؑ کی نظر اُن پر پڑ گئی۔
دریافت فرمایا کہاں جا رہے ہو۔ انہوں نے عرض
کی عید کا دن ہے میری پگڑی صاف نہیں ہے میں
بازار خریدنے جا رہا ہوں۔ حضورؑ نے وہیں کھڑے
کھڑے اپنا عمامہ شریف اُتار کر انہیں دیا۔ اور
فرمایا کہ یہ آپ کو پسند ہے۔ آپ لے لیں۔ میں
دوسرا باندھ لیتا ہوں۔ منشی صاحب فرماتے ہیں
ہائے مجھ پر اس محبت اور شفقت کا جو اثر ہوا الفاظ
اسے ادا نہیں کر سکتے۔ (اصحاب احمد جلد ۴ صفحہ ۱۴۳)

ایک دفعہ حضرت مفتی صادق صاحب کا جوتا
مسجد سے گم ہو گیا تو حضورؑ نے اُن کے پہننے کے لئے
اپنا جوتا بھجوا دیا۔

ایک دفعہ بڑی رات گئے ایک مہمان آگیا۔
کوئی چارپائی خالی نہ تھی۔ سب سو رہے تھے۔
حضرت اقدس نے فرمایا۔ ذرا ٹھہریے میں ابھی
انتظام کرتا ہوں۔ آپ اندر تشریف لے گئے۔
اور دیر تک واپس تشریف نہ لائے۔ مہمان نے خیال
کیا کہ شاید حضرت بھول گئے۔ اس نے ڈیوڑھی میں

جھانکا تو دیکھا کہ ایک صاحب چارپائی بُن رہے ہیں۔ اور حضرت خود مٹی کا دِیا لئے کھڑے ہیں۔ چارپائی بُنی گئی اور مہمان کو دی گئی۔ اُدھر مہمان صاحب عرقِ ندامت میں غرق ہو رہے تھے کہ مَیں نے آدھی رات کے وقت حضرت کو اس قدر تکلیف دی۔ اِدھر حضرت اقدس عذر فرما رہے تھے کہ معاف کرنا چارپائی لانے میں دیر ہو گئی۔ (مجدد اعظم حصہ دوم صفحہ ۱۳۱۶)

حافظ معین الدین صاحب جو آپ کے خادم تھے اور نابینا تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت مسیح موعودؑ جب گھر سے کھانا لانے کے لئے بھیجتے تو بعض اوقات اندر سے عورتیں کہہ دیا کرتیں کہ انہیں تو ہر وقت مہمان نوازی کی فکر رہتی ہے ہمارے پاس کھانا نہیں۔ حضرت مسیح موعود اپنا کھانا دوسروں کو کھلا دیتے اور خود چنوں پر گذارہ کرتے۔

(الحکم ۲۱ ۵ ۳۴)

اپنے ہاتھوں سے

حضورؑ اپنے ہاتھوں مہمان کی خدمت کرنے میں بہت خوشی محسوس کرتے تھے۔ جن ایام میں حضورؑ باہر دوستوں کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے تو بارہا ایسا ہوتا کہ آپؑ درمیان میں اُٹھ کر گرم چپاتی اندر سے لے آتے۔ خود تو بہت کم کھاتے تھے اِس لئے زیادہ وقت دوسروں کو کھلانے میں ہی گزرتا تھا۔ اپنے آگے سے گوشت کی بوٹیاں اُٹھا کر دوسروں کے آگے رکھ دیتے۔ اگر خادم سالن کا بڑا پیالہ آپؑ کے آگے رکھ دیتا تو وہ اُٹھا کر کسی دوسرے کے سامنے رکھ دیتے۔ خود چھوٹا پیالہ لے لیتے۔

وزیر محمد خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ قادیان آئے ہوئے تھے۔ حضورؑ اپنے صحابہؓ کے ساتھ باہر کھانا تناول فرما رہے تھے۔ اس کھانے میں حضرت مولوی نور الدین صاحب، مولوی عبد الکریم صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب اور مَیں شریک تھا۔ اُس وقت اندر سے قیمہ بھرے کریلے بھجوائے گئے۔ حضورؑ نے ایک ایک کریلا حضرت مولوی نور الدین صاحب، حضرت مولوی عبد الکریم صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب کے سامنے رکھ دیا۔ اس کے بعد دو کریلے حضورؑ کے سامنے رہے۔ مجھے یہ خیال آتا ہی تھا کہ شاید حضورؑ میرے سامنے کوئی کریلا نہیں رکھیں گے کہ حضورؑ نے وہ دونوں کریلے اُٹھا کر میرے سامنے رکھ دیئے۔ مَیں نے بہت عرض کیا کہ ایک حضورؑ بھی لے لیں مگر حضورؑ نے نہ لینا تھا نہ لیا۔

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۴۲)

مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں کہ جب وہ قادیان آئے تو حضورؑ اُن کے وضو کیلئے خود لوٹے

میں پانی لا دیتے۔ ان کے لیئے موسم میں آم منگوائے۔ انہیں گھر میں بلا کر ٹوکرا سامنے رکھ دیا اور فرمایا مفتی صاحب! یہ میں نے آپ کے لئے منگوائے ہیں۔

یہ واقعہ بھی حضرت مفتی صاحب کا ہی بیان کردہ ہے:۔

"غالباً ۱۸۹۷ء یا ۱۸۹۸ء کا واقعہ ہوگا مجھے حضرت صاحبؑ نے مسجد مبارک میں بٹھایا جو کہ اس وقت ایک چھوٹی سی جگہ تھی۔ فرمایا کہ آپ بیٹھئے میں آپ کے لیئے کھانا لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپؑ اندر تشریف لے گئے۔ میرا خیال تھا کہ کسی خادم کے ہاتھ کھانا بھیج دیں گے مگر چند منٹ کے بعد کھڑکی کھلی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اپنے ہاتھ سے سینی اٹھائے ہوئے میرے لئے کھانا لائے ہیں۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہ آپ کھانا کھایئے میں پانی لاتا ہوں۔ بے اختیار رقت سے میرے آنسو نکل آئے کہ جب حضرت ہمارے مقتدا پیشوا ہو کر ہماری یہ خدمت کرتے ہیں تو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کی کس قدر خدمت کرنی چاہیئے۔"

(ذکرِ حبیب صـ ۳۲۷)

؎ نظر ششدر رہے کیا فرمانروائی یوں بھی ہوتی ہے
شہنشاہوں سے کیا حاجت روائی یوں بھی ہوتی ہے

حضرت منشی ظفر احمد صاحب بیان کرتے ہیں:۔

"ایک دفعہ میں خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ حضورؑ بوریئے پر بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھ کر پلنگ اٹھا کر اندر لے گئے۔ میں نے اٹھانا چاہا تو حضورؑ نے فرمایا یہ زیادہ بھاری ہے آپ سے نہیں اٹھے گا۔ فرمایا آپ پلنگ پر بیٹھ جائیں۔ مجھے یہاں نیچے زیادہ آرام ہوتا ہے۔ مجھے پیاس لگی تھی۔ میں نے گھڑے کی طرف دیکھا۔ وہاں کوئی پانی پینے کے لیئے برتن نہ تھا۔ آپؑ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کیا آپ کو پیاس لگ رہی ہے؟ میں پانی لاتا ہوں۔ نیچے زنانے میں جا کر آپ گلاس لے آئے۔ پھر فرمایا ذرا ٹھہریئے اور پھر نیچے گئے اور وہاں سے دو بوتلیں شربت کی لے آئے جو منی پور سے کسی نے بھیجی تھیں۔ بہت لذیذ شربت تھا۔ فرمایا کہ ان بوتلوں کو رکھے ہوئے بہت دن ہو گئے۔ کیونکہ ہم نے نیّت کی تھی کہ پہلے کسی دوست کو پلا کر پھر پئیں گے۔ آج مجھے یاد آ گیا۔ چنانچہ آپؑ نے گلاس میں شربت بنا کر مجھے دیا۔ میں نے کہا پہلے حضور اس سے تھوڑا سا پی لیں تو پھر میں پیوں گا۔ آپؑ نے ایک گھونٹ پی کر مجھے دے دیا اور میں نے پی لیا۔ میں نے شربت کی تعریف کی۔ آپؑ نے فرمایا کہ ایک بوتل آپ لے جائیں اور ایک باہر دوستوں کو پلا دیں۔ آپؑ نے ان دونوں بوتلوں میں سے وہی ایک گھونٹ پیا ہوگا۔"

(اصحاب احمد جلد ۴ صـ ۱۱۱)

مہمان کی پسند

شروع میں جب مہمانوں کی کثرت نہ تھی۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی صحت بھی نسبتاً بہتر تھی آپ اکثر اوقات مہمانوں کے ساتھ اپنے مکان

کے مردانہ حصّہ میں اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔
اور کھانے کے دوران ہر قسم کی بےتکلّفانہ گفتگو کا سلسلہ
جاری رہتا تھا۔ گویا ظاہری کھانے کے ساتھ علمی اور
روحانی کھانے کا دسترخوان بھی بچھ جاتا تھا۔ ایسے
موقعوں پر آپؑ عموماً ہر مہمان کا خود ذاتی طور پر خیال
رکھتے تھے۔ اور اس بات کی نگرانی فرماتے تھے کہ اگر
کبھی دسترخوان پر ایک سے زیادہ کھانے ہوں تو
ہر شخص کے سامنے دسترخوان کی ہر چیز پہنچ جائے۔
عموماً ہر مہمان کے متعلق دریافت فرماتے رہتے تھے
کہ کسی خاص چیز مثلاً دودھ یا چائے یا لسّی یا پان
کی عادت تو نہیں۔ اور پھر حتیّ الوسع ہر ایک
کے لئے اُس کی عادت کے مطابق چیز مہیا فرماتے
تھے۔ بعض اوقات اگر آپؑ کو معلوم ہوتا کہ کسی
مہمان کو اچار کا شوق ہے اور اچار دسترخوان
پر نہیں ہوتا تھا تو خود کھانا کھاتے کھاتے اُٹھ کر اندرونِ
خانہ تشریف لے جاتے اور اندر سے اچار لاکر ایسے
مہمان کے سامنے رکھ دیتے تھے۔ اور چونکہ آپؑ
بہت تھوڑا کھانے کی وجہ سے جلد شکم سیر ہو جاتے
تھے اس لئے آپ سیر ہونے کے بعد بھی روٹی کے
چھوٹے چھوٹے ذرّے اُٹھا کر منہ میں ڈالتے رہتے
تھے تاکہ کوئی مہمان اس خیال سے کہ آپؑ نے کھانا
چھوڑ دیا ہے دسترخوان سے بھوکا ہی نہ اُٹھ جائے۔
اللہ اللہ! کیا زمانہ تھا۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب فرماتے ہیں:۔
"حضورؑ مہمانوں کے بارہ میں دریافت فرماتے
کہ کسی کو کسی خاص چیز کی عادت تو نہیں۔ فلاں
مہمان کو کیا پسند ہے اور پھر اُس کے مطابق کھانا
تیار کرواتے۔ نیز مہمانوں کے لئے اپنے ساتھیوں
سے پوچھ پوچھ کر عمدہ کھانے پکواتے۔ چنانچہ ایک
دفعہ حکیم حسام الدین صاحب کو بلایا اور فرمایا کہ
میر صاحب کوئی عمدہ کھانا بتلائیے جو مہمانوں کے
لئے پکوایا جائے۔ اُنہوں نے کہا میں شب دیگ
بہت عمدہ پکوانی جانتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا
بہت اچھا اور ایک مٹھی روپوں کی نکال کر اُن
کے آگے رکھ دی۔ اُنہوں نے بقدرِ ضرورت
روپے اُٹھا لئے اور آکر اُنہوں نے بہت سے
شلجم منگوائے اور چالیس پچاس کے قریب کھونٹیاں
لکڑی کی بنوائیں۔ شلجم چھلوا کر کھونٹیوں سے کوچے
لگوانے شروع کئے اور اُن میں مصالحہ اور زعفران
وغیرہ ایسی چیزیں بھروا دیں۔ پھر وہ دیگ پکوائی
جو واقعہ میں بہت لذیذ تھی اور حضرت صاحبؑ
نے بہت تعریف فرمائی۔ اور مہمانوں کو کھلائی
گئی۔" (اصحابِ احمد جلد ۴ صفحہ ۱۲۰)

عادت کا خیال

حضرت اقدسؑ کے مریدوں میں سے ایک بوڑھے
غریب مزاج مرید سیٹھی غلام نبی صاحب تھے جو رہنے
والے تو چکوال ضلع جہلم کے تھے لیکن راولپنڈی میں دکان
کرتے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضورؑ
کی ملاقات کے لئے قادیان آیا۔ سردی کا موسم تھا اور

ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی ۔ میں شام کے جھٹپٹے میں قادیان پہنچا۔ رات کو کھانا کھا کر لیٹ گیا۔ کافی رات گزر گئی ۔ کوئی بارہ بجے کا وقت ہوگا تو کسی نے میرے دروازے پر دستک کی۔ میں نے اُٹھ کر دروازہ کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرا آقا ایک ہاتھ میں گرم دودھ کا گلاس لئے اور دوسرے ہاتھ میں لالٹین تھامے کھڑا ہے ۔ میں حضورؑ کو دیکھ کر گھبرا گیا مگر حضورؑ نے بڑی شفقت سے فرمایا کہیں سے دُودھ آگیا تھا۔ میں نے کہا آپ کو دے آؤں۔ آپ یہ دُودھ پی لیں ۔ شاید آپ کو دُودھ کی عادت ہو گی ۔ سیٹھی صاحب بیان کرتے ہیں یہ منظر دیکھا تو آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے کہ اللہ اللہ کیا اخلاق ہیں ! یہ خدا کا برگزیدہ اپنے ادنیٰ خادموں کی خدمت اور دلداری میں کیا کیا تکلیف اُٹھاتا ہے ۔ (دُرِّ منثور)

؎ تحیّر میں ہے دل کیا مہربانی یوں بھی ہوتی ہے
مقدّر کی طرف سے میزبانی یوں بھی ہوتی ہے

حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں جب لاہور سے قادیان آیا کرتا تھا تو حضورؑ مجھے عموماً صبح ہر روز پینے کے واسطے دُودھ بھیجا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مجھے اندر بُلایا۔ ایک لوٹا دودھ کا بھرا ہوا حضورؑ کے ہاتھ میں تھا۔ اُس میں سے ایک بڑے گلاس میں حضورؑ نے دودھ ڈالا اور کمال شفقت سے فرمایا آپ یہ پی لیں میں پھر اور دیتا ہوں ۔ میں وہ گلاس والا دودھ بھی ختم نہ کر سکا تو تبسّم کرتے ہوئے فرمایا بس آپ اتنا تھوڑا دودھ پیتے ہیں ۔ (سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۳۵)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب بیان کرتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب حضرت اقدسؑ کے مکان کے ایک حصہ میں بالاخانہ میں رہتے تھے ۔ جب تک اُن کی شادی اور خانہ داری کا انتظام نہ ہوا تھا حضورؑ خود صبح کے وقت گلاس میں دُودھ ڈال کر اس میں مصری حل کر کے اہتمام سے اُن کے لئے بھجواتے تھے ۔ (سیرت المہدی حصہ دوم ص ۵۹)

ناشتہ کے لئے بسکٹ انڈے وغیرہ بھی برابر ارسال فرماتے اور پھر لیجانے والے سے دریافت کر لیتے تھے کہ انہوں نے اُسے اچھی طرح کھا بھی لیا تب آپؑ کی تسلّی ہوتی ۔ (مجدّدِ اعظم حصہ دوم ص ۱۳۱۴)

حضرت مولوی حسن علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں قادیان آیا۔ مجھے پان کی عادت تھی۔ راستہ میں بھی پان نہ ملا تھا۔ نجانے حضرت صاحب کو کس طرح علم ہوا۔ اگلے روز کھانے پر پان موجود تھا۔ بعد میں مجھے پتہ چلا کہ حضور نے گورداسپور سے میرے لئے پان منگوایا ہے ۔ گورداسپور قادیان سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے ۔ (مسیح دوران ص ۹۸)

قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری بیان کرتے ہیں :-

"ایک دفعہ میں اور عبدالرحیم خان صاحب پسر مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری مسجد مبارک میں کھانا کھا رہے تھے جو حضرت صاحبؑ کے گھر سے آیا تھا۔ ناگاہ میری نظر کھانے میں ایک مکھّی پر پڑی ۔ چونکہ مجھے مکھّی سے طبعاً نفرت ہے

میں نے کھانا ترک کر دیا۔ اس پر حضرت کے گھر کی ایک خادمہ کھانا اُٹھا کر واپس لے گئی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اُس وقت حضرت اقدسؑ اندرونِ خانہ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ خادمہ حضرت کے پاس سے گزری تو اُس نے حضرت سے یہ ماجرا عرض کر دیا۔ حضرتؑ نے اپنے سامنے کا کھانا اُٹھا کر اس خادمہ کے حوالے کر دیا کہ یہ لے جاؤ اور اپنے ہاتھ کا نوالہ بھی برتن میں ہی چھوڑ دیا۔ وہ خادمہ خوشی خوشی ہمارے پاس وہ کھانا لائی اور کہا کہ لو حضرت صاحب نے اپنا تبرک دیدیا ہے۔ اُس وقت مسجد میں سیّد عبدالجبار صاحب بھی جو گزشتہ ایام میں کچھ عرصہ بادشاہِ سوات بھی رہے ہیں موجود تھے۔ چنانچہ وہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہو گئے۔"

(سیرت المہدی جلد دوم)

حضورؑ رمضان کے ایام میں سحری کے وقت مہمانوں کے لئے پراٹھوں کا اہتمام کرنے کا ارشاد فرماتے۔ ایک دفعہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کو سارا رمضان قادیان میں رکھا اور منشی صاحب کی درخواست کے مطابق دونوں وقت اپنا بچا ہوا کھانا ان کیلئے بھیجتے رہے۔" (اصحابِ احمد جلد نہم صـ ۱۳۴)

سراپا شفقت

حضورؑ اپنے مہمانوں میں سے مریضوں اور معذوروں کا خاص خیال رکھتے تھے۔ پٹیالہ کے ایک بزرگ مولوی محمود الحسن صاحب تھے قادیان آئے تو چند دن رہ کر واپس جانے لگے حضورؑ نے فرمایا۔ اتنی جلدی، ابھی اور ٹھہریے۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ اصل میں مجھے کچھ نزلہ اور زکام کی شکایت ہو گئی ہے۔ میرا سینہ کمزور ہے۔ ڈر ہے کہ مرض کہیں بڑھ نہ جائے اور زیادہ تکلیف ہو جائے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ اچھا ہم آپ کا یہاں ہی علاج کرتے ہیں۔ خادم کو بُلوایا اور حکم دیا کہ مولوی صاحب کے لئے چوزہ کی یخنی تیار کر دو۔ اور ہر روز انہیں ایک چوزہ کی یخنی دیا کرو۔ مولوی صاحب تو روزہ چوزہ کی یخنی پی کر دو ہفتہ میں سُرخ و سفید ہو گئے۔ کہاں گیا نزلہ اور کدھر گیا زکام۔ پٹیالہ واپس آئے تو نہایت چاق چوبند۔ دوست سب دیکھ کر حیران رہ گئے۔ دریافت کیا تو سارا ماجرا اُنہوں نے ذکر کیا۔

(مجدّدِ اعظم حصہ دوم صـ ۱۳۱۶)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیان کرتے ہیں کہ:۔

"۱۹۰۴ء کا واقعہ ہے میں بہت بیمار ہو گیا میری والدہ محترمہ بھی قادیان تشریف لائی ہوئی تھیں انہوں نے حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر میری صحت کے لئے دُعا کی درخواست کی۔ حضورؑ نے فرمایا ہم تو ان کے لئے دُعا کرتے ہی رہتے ہیں۔ آپ کو خیال ہوگا کہ صادق آپ کا بیٹا ہے اور آپ کو بہت پیارا ہے لیکن میرا دعویٰ ہے کہ وہ مجھے آپ سے زیادہ پیارا ہے۔"

(ذکرِ حبیب صـ ۳۲۵)

ایک دفعہ منشی ظفر احمد صاحب درد گُردہ سے بیمار ہو گئے تو اپنے گھر میں رکھ ان کا علاج فرمایا۔

(الحکم [illegible])

حافظ عظیم بخش صاحب پٹیالوی آنکھوں سے نابینا تھے۔ وہ ذکر کیا کرتے تھے کہ حضرت اقدسؑ مجھے اپنے ہاتھ سے لقمہ بنا کر دیتے اور میں کھاتا۔

(مجدد اعظم جلد دوم صفحہ ۱۳۱۴)

نظیر اس کی نہ ہوگی بادشاہوں حکمرانوں میں
کہ یہ خود اک انوکھی داستاں ہے داستانوں میں

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک پھلدار باغ تھا جس میں مختلف قسم کے ثمر دار درخت تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ طریق تھا کہ جب پھل کا موسم آتا تو اپنے مقیم دوستوں اور مہمانوں کو ساتھ لے کر اس باغ میں تشریف لے جاتے اور موسم کا پھل اُترواکر سب کے ساتھ مل کر بے تکلفی سے نوش فرماتے تھے۔ اُس وقت یوں نظر آتا تھا کہ گویا ایک مشفق باپ کے ارد گرد اس کے معصوم بچے گھیرا ڈالے بیٹھے ہیں۔ مگر اس مجلس میں بھی علم و عرفان کا چشمہ جاری رہتا تھا اور عام بے تکلفی کی باتیں بھی ہوتی تھیں اور خدا اور رسولؐ کا ذکر تو حضرت مسیح موعودؑ کی ہر مجلس کا مرکزی نقطہ ہوا کرتا تھا۔

مہمان بچے بھی حضورؑ کی شفقت سے بھرپور حصہ پاتے تھے۔

حضورؑ ابتدائے عمر میں مولوی مبارک علی صاحب مرحوم کے والد مولوی فضل احمد صاحب سے بھی پڑھتے رہے تھے۔ مولوی مبارک علی صاحب کے چھوٹے بھائی مولوی محمد ایوب صاحب بیان کیا کرتے تھے کہ میری چھوٹی عمر تھی جب میں قادیان جاتا تو گاؤں میں ادھر اُدھر گھومتا رہتا تھا۔ اور جب کھانے کے وقت موجود نہ ہوتا تو حضرت اقدسؑ میری تلاش میں آدمی بھیجتے اور جب تک میں حاضر نہ ہوتا حضرت کھانا نہ کھاتے۔ بعض دفعہ فرماتے کہ "یہ میرے اُستاد کے بیٹے ہیں ان کی مجھے بہت خاطر اور عزت منظور ہے۔"

(مجددِ اعظم جلد دوم صفحہ ۱۳۱۶)

تکلیف نہ ہو

کسی مہمان کی تکلیف سے بہت رنجیدہ خاطر ہو جایا کرتے۔ مہمان خانہ کے مہتمم سے بار بار دریافت فرماتے تھے کہ کوئی مہمان بھوکا تو نہیں رہ گیا یا کسی کی طرف سے ملازمان لنگر خانہ نے تغافل تو نہیں کیا۔ بعض موقعہ پر ایسا ہوا کہ کسی مہمان کے لئے سالن نہیں بچا یا وقت پر اُن کے لئے کھانا رکھنا یاد نہ رہا تو اپنا سالن یا بعض دفعہ اپنا سب کھانا اُٹھوا کر مہمان کو بھیج دیا۔

ایک دفعہ بہت سے مہمان قادیان آئے۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب کسی مہمان سے کسی قدر سختی سے پیش آئے۔ حضورؑ کو اس کی خبر ہوئی تو چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا اور بڑے درد بھرے لہجہ میں فرمایا "میر صاحب مجھے سخت تکلیف پہنچی ہے۔" آپ بار بار اس فقرے کو دُہراتے۔ راوی کہتا ہے قریب تھا کہ آپؑ کے آنسو نکل پڑتے۔ پھر فرمایا کہ:-

"میر صاحب! یہ مہمان آپ کے پاس نہیں آتے میرے پاس آتے ہیں۔" (مجددِ اعظم حصہ دوم صفحہ ۱۳۱۷)

"ایک دفعہ دو شخص منی پور آسام سے قادیان آئے اور مہمان خانہ میں آکر انہوں نے خادمانِ مہمان خانہ سے کہا کہ ہمارے بستر اتارے جائیں اور سامان لایا جائے۔ چارپائی بچھائی جائے۔ خادمان نے کہا کہ آپ خود اپنا سامان اُتروائیں چارپائیاں بھی مل جائیں گی۔ دونوں مہمان اس بات پر رنجیدہ ہو گئے اور فوراً یکہ میں سوار ہو کر واپس روانہ ہو گئے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو نہایت جلدی سے ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل ہو گیا۔ حضورؑ ان کے پیچھے نہایت تیز قدم چل پڑے۔ چند خدام بھی ہمراہ تھے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ نہر کے قریب پہنچ کر ان کا یکہ مل گیا۔ اور حضورؑ کو آتا دیکھ کر وہ یکہ سے اتر پڑے اور حضورؑ نے انہیں واپس چلنے کے لئے فرمایا کہ آپ کے واپس آنے کا مجھے بہت درد ہوا۔ چنانچہ وہ واپس آئے۔ حضورؑ نے یکہ میں سوار ہونے کے لئے انہیں فرمایا کہ میں ساتھ چلتا ہوں۔ مگر وہ شرمندہ ہوئے اور سوار نہ ہوئے۔ اس کے بعد مہمان خانہ پہنچے۔ حضورؑ نے خود ان کے بستر اتارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر خدام نے اتار لئے۔ حضورؑ نے اسی وقت دو نواری پلنگ منگوائے اور ان پر ان کے بستر کروا دیئے۔ ان سے پوچھا کہ آپ کیا کھائیں گے اور خود ہی فرمایا کہ اس طرف تو چاول کھائے جاتے ہیں۔ اور رات کو دودھ کے لئے پوچھا۔ غرضکہ ان کی تمام ضروریات اپنے سامنے پیش فرمائیں۔ اور جب تک کھانا آیا وہیں ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد حضورؑ نے فرمایا کہ ایک شخص جو اتنی دور سے آتا ہے راستے میں تکالیف اور صعوبتیں برداشت کرتا ہے، یہاں پہنچ کر سمجھتا ہے کہ اب میں منزل پر پہنچ گیا ہوں اگر یہاں آکر بھی اس کو وہی تکلیف ہو تو یقیناً اس کی دل شکنی ہوگی۔ ہمارے دوستوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔" (روایت از منشی ظفر احمد صاحب۔ اصحاب احمد جلد ۴ صفحہ [illegible])

کسی مہمان کی ذراسی دل شکنی بھی گوارا نہ تھی

حضورؑ کے ایک صحابی نظام دین صاحب لدھیانوی بہت غریب آدمی تھے۔ ایک دن مسجد مبارک کی چھت پر کھانا کھانے کے لئے احباب تشریف فرما تھے میاں نظام دین صاحب بھی اُن میں بیٹھے تھے۔ اُن کے کپڑے بھی پھٹے تھے۔ اتنے میں کئی وہ آدمی جو بعد میں لاہوری جماعت میں شامل ہو گئے آتے گئے اور حضورؑ کے قریب بیٹھتے گئے۔ نظام دین صاحب جو حضورؑ سے چار یا پانچ آدمی پرے بیٹھے تھے ان اکابر کے آنے پر وہ اور بھی پیچھے سرکتے گئے۔ حتٰی کہ وہ جوتیوں کی جگہ تک پہنچ گئے۔ اتنے میں کھانا آیا تو حضورؑ نے ایک سالن کا پیالہ اور کچھ روٹیاں ہاتھ میں اٹھا لیں اور میاں نظام الدین کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ آؤ میاں نظام دین ہم اور آپ اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں۔ یہ فرما کر مسجد کے صحن کے ساتھ جو کوٹھڑی ہے اُس میں تشریف لے گئے اور حضورؑ اور میاں نظام دین نے کوٹھڑی کے اندر ایک ہی پیالہ میں کھانا کھایا اور کوئی دوسرا دوست اندر نہ گیا۔ جو لوگ قریب آکر بیٹھتے گئے تھے اب اُن کے چہرے پر شرمندگی ظاہر تھی۔ (اصحاب احمد جلد [illegible] صفحہ [illegible])

واپسی پر

مہمانوں کی واپسی پر بھی اکرام ضیف کا بھرپور
مظاہرہ کرتے۔ جب کوئی دوست آپؑ کی ملاقات
کے بعد واپس جانے لگتا تھا تو بعض اوقات آپ ایک
ایک میل یا دو دو میل تک اُسے رخصت کرنے کے لئے
اُس کے ساتھ جاتے تھے اور بڑی محبت اور اکرام اور
دُعا کے ساتھ رخصت فرماتے تھے۔ اور مہمانوں کے
واپس جانے پر آپ کے دل کو اس طرح رنج پہنچتا تھا کہ
گویا اپنا ایک قریبی عزیز رخصت ہو رہا ہے۔ چنانچہ
مہمانوں کے ذکر میں فرماتے ہیں ؎

مہماں جو کرکے اُلفت آئے بصد محبت
دل کو ہوئی ہے فرحت اور جاں کو میری راحت
پر دل کو پہنچے غم جب یاد آئے وقتِ رخصت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

دُنیا بھی اک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے
شکوہ کی کچھ نہیں جا یہ گھر ہی بے بقا ہے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

واپسی کے سفر میں آرام پہنچانے کی بھی پوری
کوشش کرتے اور کھانا وغیرہ ہمراہ کر دیتے۔

قریشی محمد عثمان صاحب بیان کرتے ہیں :-

"جب میں حضور علیہ السلام سے
رخصت ہونے لگا تو فرمایا۔ بٹالہ دو
بجے کے قریب پہونچو گے۔ راستہ میں
کھانے کا وقت آجائے گا۔ اس لئے
یہیں سے کھانا ساتھ کئے دیتے ہیں۔
چنانچہ حضور علیہ السلام نے حضرت
اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا سے کہہ کر
کھانا تیار کروا کے ہمارے ساتھ کر دیا"۔
(الفضل جلد ۳۰ صـ ۲۵۶)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیان فرماتے ہیں :-

"ایک بار میں اور میری والدہ قادیان آئے
ہوئے تھے۔ ہم واپس ہونے لگے تو حضورؑ ہمارے
یکّہ پر سوار ہونے کی جگہ تک ساتھ تشریف لائے
اور ہمارے راستہ کے لئے کھانا منگوایا۔ وہ
کھانا لنگر خانہ والوں نے کسی کپڑا میں باندھ کر نہ
بھیجا تھا۔ تب حضرت اقدسؑ نے اپنے عمامہ سے
قریباً ایک گز کپڑا پھاڑ کر اُس میں روٹی کو باندھ
دیا"۔ (ذکرِ حبیب صـ ۴۵)

منشی گوہر علی صاحب جالندھر کے رہنے
والے تھے۔ کپورتھلہ کے محکمہ ڈاک میں ملازم
تھے۔ جب وہ ریٹائر ہوئے تو ۲½ روپے اُن کی
پنشن مقرر ہوئی۔ گذارہ بہت تنگ تھا۔ ایک
بار وہ قادیان کے لئے روانہ ہوئے۔ اُن کا کرایہ
حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے ادا
کر دیا۔ انہوں نے کرایہ ادا کرنا چاہا تو منشی صاحب
نے اُنہیں کہا۔ یہ آپ حضورؑ کی خدمت میں نذرانہ
پیش کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے وہ دو ۲ روپے
حضورؑ کی خدمت میں نذرانہ پیش کر دیئے۔ آٹھ دس

دن رہ کر جب انہوں نے واپسی کی اجازت مانگی تو حضور نے اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا آپ ذرا ٹھہریں۔ اور آپ نے دس یا پندرہ روپے منشی صاحب کو دیئے۔ منشی صاحب رونے لگ گئے اور عرض کی مجھے خدمت کرنی چاہیئے یا میں حضور سے لوں۔ حضرت صاحب نے منشی ظفر احمد صاحب کو فرمایا۔ یہ آپ کے دوست ہیں آپ انہیں سمجھائیں۔ پھران کے سمجھانے پر کہ ان میں برکت ہے' انہوں نے لے لیئے۔

(اصحاب احمد جلد ۴ صفحہ ۱۱۹-۱۲۰)

ایک مہمان کے تأثرات

مہمان نوازی کے تعلق میں مولانا ابوالکلام آزاد کے بڑے بھائی مولانا ابوالنصر مرحوم کے قادیان جانے کا ذکر بھی اس جگہ بے موقعہ نہ ہوگا۔ وہ ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی ملاقات کیلئے قادیان تشریف لے گئے۔ بہت زیرک اور سمجھدار بذلہ رنگ تھے قادیان سے واپس آکر انہوں نے اخبار "وکیل" امرتسر میں ایک مضمون بھی لکھا جس میں مولانا ابوالنصر فرماتے ہیں کہ :-

"میں نے کیا دیکھا ؟ قادیان دیکھا۔ مرزا صاحب سے ملاقات کی اور ان کا مہمان رہا۔ مرزا صاحب کے اخلاق اور توجہ کا مجھے شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ ..

.... اکرام ضیف کی صفت خاص اشخاص تک محدود نہ تھی۔ چھوٹے سے لے کر بڑے تک ہر ایک نے بھائی کا سا سلوک کیا۔ ..... مرزا صاحب کی صورت نہایت شاندار ہے جس کا اثر بہت قوی ہوتا ہے۔ آنکھوں میں ایک خاص قسم کی چمک اور کیفیت ہے۔ اور باتوں میں ملائمت ہے طبیعت منکسر مگر حکومت خیز۔ مزاج ٹھنڈا مگر دلوں کو گرما دینے والا۔ بردباری کی شان نے انکساری کی کیفیت میں اعتدال پیدا کر دیا ہے۔ گفتگو ہمیشہ اس نرمی سے کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا متبسم ہیں ... مرزا صاحب کے مریدوں میں میں نے بڑی عقیدت دیکھی اور انہیں بہت خوش اعتقاد پایا۔ مرزا صاحب کی وسیع اخلاقی کا یہ ادنیٰ نمونہ ہے کہ اثنائے قیام کی متواتر نوازشوں پر بایں الفاظ مجھے مشکور ہونے کا موقع دیا کہ ہم آپ کو اس وعدہ پر (واپس جانے کی) اجازت دیتے ہیں کہ پھر آپ آئیں اور کم از کم دو ہفتہ قیام کریں۔ .... میں جس شوق کو لے کر گیا تھا اُسے ساتھ لایا۔ اور شاید وہی شوق مجھے دوبارہ واپس لے جائے "

(اخبار "وکیل" امرتسر بحوالہ "شمائل" مصنفہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی)

ابوالنصر مرحوم تو شاید دوبارہ قادیان نہ گئے لیکن جو شوق اُن کے دل میں اُجاگر ہوا تھا وہی شوق آج تمام دُنیا کو کشاں کشاں ربوہ کی طرف لیے آتا ہے۔ اِسی لئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک وقت تھا کہ میں لوگوں کے بچے ہوئے ٹکڑوں پر گزارہ کرتا تھا اور آج ہزاروں خاندان میرے دسترخوان پر پرورش پا رہے ہیں ۔

(محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ۔ فضلِ عمر ہسپتال۔ ربوہ)

کبھی اللہ کے بندے بہ چشمِ تر بھی دیکھے ہیں؟

جنوں کے درد چُن لیں ایسے چارہ گر بھی دیکھے ہیں؟

جو چشمِ ناز سے دم بھر میں دُنیا ہی بدل ڈالیں!

کبھی طنّاز بُت دیکھے ہیں؟ جادُوگر بھی دیکھے ہیں؟

زمیں پر سر بہ سجدہ ہیں پرِ پرواز رکھتے ہیں

کلیساؤں سے اُونچے اِن کے بام و در بھی دیکھے ہیں؟

بہ یک جُنبش اثر انداز دُنیا بھر پہ ہو جائیں

سوالِ سال و ماہ کیسا۔ یہ بازی گر بھی دیکھے ہیں؟

جہاں میں وقت کی آواز بنکر گونج جائیں گے

سرودِ حق کے نغمہ گو۔ نقیبِ در بھی دیکھے ہیں؟

تماشہ سے تماشہ ساز بن جائیں کرشمہ ہے!

جو ہفت اقلیم بخشیں ایسے سیم و زر بھی دیکھے ہیں؟

دریچے ذہن کے وا اور کشادہ سینہ رکھتے ہیں

بلندی پر پہنچ جائیں گے بال و پر بھی دیکھے ہیں؟

اگر آواز دیں تو وقت کی رفتار تھم جائے!

جہاں گیری کا دعویٰ ۔ بندۂ بے زر بھی دیکھے ہیں؟

کبھی سیلِ بلا میں نوح کی کشتی نہیں ڈوبی!

کبھی کیوں ڈوبتے انساں پہاڑوں پر بھی دیکھے ہیں؟

ہتھیلی پر لیئے سر عشق کی وادی میں پھیلے ہیں!

کبھی اہلِ نظر نے ایسے سوداگر بھی دیکھے ہیں؟

اُفق کا چاند جھک کر جن کی پیشانی کو چھوتا ہے!

زمیں پر تم نے کیا ایسے بلند اختر بھی دیکھے ہیں؟

○

کامیابی کا گُر اور اسکے حصول کے ذرائع

۲؍جولائی ۱۹۷۷ء کو خاکسار راقم الحروف نے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی، احمدیت کے مایۂ ناز فرزند اور خلافتِ احمدیہ کے فدائی حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سابق وزیر خارجہ پاکستان، صدر عالمی عدالت و صدر یو۔ این۔ او کو ایک عریضہ لکھا اور عرض کیا کہ چونکہ آپ نے ایک نہایت کامیاب زندگی گزاری ہے اور دین وملت کی مقبول خدمت کی توفیق پائی ہے اس لئے ہمیں بھی کامیاب زندگی کا گُر بتائیں۔ حضرت چوہدری صاحب مدظلہ، نے اپنی گوناں گوں مصروفیات اور تحریر پر طبی پابندی کے باوجود ازراہِ شفقت اپنے دستِ مبارک سے خاکسار کو ایک خط لکھا اور اس میں کامیاب زندگی کا گُر بتایا اور نہایت قیمتی نصائح فرمائیں۔ افادہ عام کے لئے خط کا مکمل متن درج ذیل ہے ——— (محمود مجیب اصغر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لندن

۱۰؍جولائی ۱۹۷۷ء

مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کا والا نامہ مرقومہ ۲؍جولائی شرفِ صدور لایا۔ جزاکم اللہ۔ خاکسار کی تحریر پر طبی پابندی ہے۔ مختصر جواب گزارش ہے۔ آپ کے حسبِ ارشاد متعدد بار دُعا کی بفضل اللہ توفیق ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل ورحم سے قبول فرمائے۔ آمین

کامیابی کا گُر اپنی مرضی کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع کرنا ہے۔ اسلام کے بھی یہی معنی ہیں۔ اللہ اکبر کا بھی یہی مفہوم ہے۔ لا اِلٰہ اِلّا اللہ بھی یہی تعلیم دیتا ہے۔ تمام راز اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں ہے لیکن لفظی وظیفہ کافی نہیں۔ عمل درکار ہے کہ ہر

بات میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کیا جائے یہاں تک کہ یہ طریق جزو فطرت بن جائے یہ حالت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ اس کے حصول کا گُر جو خود اللہ تعالیٰ نے ہی سکھایا ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ہے۔ عبادات خصوصاً نماز میں توجہ اور خشوع ہو۔ قرآن کریم پر پورا عمل ہو جس کا طریق یہ ہے کہ قرآن کریم پڑھتے وقت نفس کا محاسبہ جاری رہے کہ ہر حکم، ہر ہدایت، ہر نصیحت پر عمل ہے یا نہیں۔ اور پوری تعمیل کی دردمندانہ رنگ میں توفیق طلب ہوتی رہے۔ چھوٹی سے چھوٹی نیکی کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے اور خفیف سے خفیف نافرمانی سے پرہیز ہو۔

ذکر اللہ اور صلوٰۃ علی الرسول پر مداومت ہو۔

بندگانِ خدا کی ہمدردی اور خدمت شعار ہو۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے آپ سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

والسلام

خاکسار

ظفر اللہ خان

حضرت چوہدری صاحب کا یہ خط قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء کی تعلیمات کا بہترین خلاصہ ہے۔ آپ نے کامیابی کا گُر اور اس کے حصول کے ذرائع نہایت پیارے الفاظ میں بیان فرمائے ہیں جو سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دے اور خلیفۂ وقت کا دست و بازو بن کر حضرت چوہدری صاحب مدظلہ کی طرح کامیاب زندگی گزارنے کی توفیق اور مقبول خدمات دین و ملت کی سعادت عطا فرمائے۔ کیونکہ اس سے بہتر عالمین میں کامیاب زندگی گزارنے کا اور کوئی گُر نہیں۔ اللّٰھم آمین

دورۂ مشرقِ بعید نمبر

خالد کا آئندہ شمارہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ مشرق بعید کے حالات، اور شیریں ثمرات کے ذکر پر مشتمل ہوگا جو انشاء اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ پر دستیاب ہوگا۔ قارئین سے دعاؤں اور تعاون کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

شذرات (راشد پرویز - ربوہ)

اُمیر المؤمنینؓ کے لقب کا پس منظر!

★ علامہ شبلی نعمانی تحریر کرتے ہیں :-

"یہ بتا دینا ضروری ہے کہ حضرت عمرؓ نے اصولِ مساوات کے ساتھ اپنے لئے امیرالمومنین کا پُر فخر لقب کیوں ایجاد کیا۔ اصل یہ ہے کہ اس زمانہ تک یہ لقب کوئی فخر کی بات نہیں سمجھی جاتی تھی بلکہ اس سے صرف عہدہ اور خدمت کا اظہار ہوتا تھا۔ افسرانِ فوج عموماً امیر کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ کفارِ عرب آنحضرت ؐ کو امیرِ مکہ کہا کرتے تھے سعد بن ابی وقاصؓ کو عراق میں لوگوں نے امیرالمومنین کہنا شروع کر دیا تھا[۱]۔ حضرت عمرؓ کو اس لقب کا خیال تک نہ تھا۔ اس کی ابتداء یوں ہوئی کہ ایک دفعہ لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم مدینہ میں آئے اور حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا۔ قاعدہ کے موافق اطلاع کرائی۔ اور چونکہ کوفہ میں رہ کر امیرالمومنین کا لفظ ان کی زبان پر چڑھا ہوا تھا اطلاع کرتے وقت یہ کہا کہ امیرالمومنین کو ہمارے آنے کی اطلاع کر دو۔ عمرو بن العاص نے اطلاع کی اور یہی خطاب استعمال کیا۔ حضرت عمرؓ نے اس خطاب کی وجہ پوچھی انہوں نے کیفیتِ واقعہ بیان کی۔ حضرت عمرؓ نے بھی اس لقب کو پسند کیا اور اسی تاریخ سے اس کو شہرتِ عام ہو گئی[۲]۔"

(الفاروق حصہ دوم صفحہ ۲۵)

اَہلِ قبلہ سب مومن ہیں!

★ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں :-

"میرا یہ قول ہے کہ اہلِ قبلہ سب مومن ہیں۔ اور فرائض کے ترک سے کافر نہیں ہو سکتے۔ جو شخص ایمان کے تمام فرائض بجا لاتا ہے وہ مومن اور جنتی ہے جو ایمان اور اعمال دونوں کا تارک

---

[۱] مقدمہ ابن خلدون فصل اللقب بامیر المومنین۔ [۲] الادب المفرد

ہے وہ کافر اور دوزخی ہے۔ جو شخص ایمان رکھتا ہے وہ مسلمان ضرور ہے لیکن گنہ گار مسلمان ہے۔ خدا کو اختیار ہے اُس کو عذاب کرے یا معاف کر دے۔۔۔۔۔

لَا نُکَفِّرُ اَحَدًا مِّنْ اَھْلِ الْقِبْلَةِ یعنی اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہیں سمجھتے۔"

رئیس احمد جعفری مندرجہ بالا قول کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اس وقت تو اس صدا پر چنداں توجہ نہیں ہوئی لیکن زمانہ جس قدر ترقی کرتا گیا اس جملہ کی قدر بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ وہ علم کلام کا ایک بیش بہا اصول بن گیا۔ اگرچہ افسوس ہے کہ اس پر عمل کم کیا گیا اور تکفیر کے غلغلے اب بھی پست نہ ہوئے۔۔۔۔۔"

حضرت امام ابو حنیفہ رح نے یہ عام حکم دیا کہ **اہل قبلہ سب مومن ہیں**۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ جن مسائل پر قیامتیں برپا ہیں جو کفر و اسلام کی معیار قرار دی گئی ہیں وہ صرف لفظی بحثیں اور فرضی اصطلاحیں ہیں۔" (سیرت ائمہ اربعہ مصنفہ رئیس احمد جعفری صفحہ ۱۰۸-۱۱۲)

اسلام کی اصلی تصویر خلفائے راشدین کے حالات ہیں

★ علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:۔

"آج غیر مذہب کا کوئی شخص مکہ معظمہ میں نہیں جا سکتا اور یہ ایک شرعی مسئلہ خیال کیا جاتا ہے لیکن حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ہر مذہب والے بے تکلف مکہ معظمہ جاتے تھے اور جب تک چاہتے تھے مقیم رہتے تھے۔ چنانچہ قاضی ابو یوسف صاحب نے کتاب الخراج میں متعدد واقعات نقل کئے ہیں۔ آجکل یورپ والے جو اسلام پر تنگدلی اور وہم پرستی کا الزام لگاتے ہیں اُن کو سمجھنا چاہیئے کہ آج کا زمانہ اسلام کی اصلی تصویر نہیں ہے۔ اسلام کی تصویر خلفائے راشدین کے حالات کے آئینہ میں نظر آسکتی ہے۔" (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۳۱۲)

زمینی عزّتوں کا کیا ہے، آج عزّت ہے، کل ذلّت

کبھی اِترا نہ تُو اس پر کہ تیرا نام اچھا ہے
وہی اچھا ہے اس دنیا میں جس کا کام اچھا ہے

یہی ہے اک کسوٹی لوگ جس پر کھے جاتے ہیں
وہی اچھا ہے جس انسان کا انجام اچھا ہے

تجھے جو کچھ بھی کرنا ہے کر اپنے وقت پر اُس کو
نہ کام اچھا ہے ہردم اور نہ ہی آرام اچھا ہے

رہِ مولیٰ میں پیش آتی تو ہیں دشواریاں لیکن
جو ٹھوکر کھا کے بھی رُکتا نہیں وہ گام اچھا ہے

پسندیدہ نہیں حق کی نگہ میں فتنہ گر انساں
نہ کوئی تُند خُو اور خوگرِ دشنام اچھا ہے

نہیں اسلام میں جائز کسی انسان کی غیبت
نہ ٹھہرانا کسی کو موردِ الزام اچھا ہے

نہ گھبرا تو کبھی اِس عارضی تحقیر و ذلّت پر
قبولِ صدق کی خاطر جو ہو بدنام اچھا ہے

زمینی عزّتوں کا کیا ہے آج عزّت ہے کل ذلّت
ملے جو ربِّ اکرم سے وہی اکرام اچھا ہے

یہ اہلِ مال و زر کچھ دے کے سو احساں جتاتے ہیں
عطا جو ربِّ کعبہ سے ہو وہ انعام اچھا ہے

مذاہب گو بہت ہیں آجکل صدیقؔ دنیا میں
جو سچ پوچھو تو اُن سب میں فقط اسلام اچھا ہے

(محمد صدیق امرتسری ایم اے سابق مبلغ مغربی افریقہ و جزائر فجی)

قرار دادِ تعزیت

ہم جملہ ممبران مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور قائدین اضلاع و علاقہ حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کی اہلیہ محترمہ، آپ کے بیٹے اور بیٹیوں اور جملہ اعزہ و اقارب سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب ۵ اگست کو ایک تبلیغی سفر کے دوران شیخوپورہ کے قریب کار کے ایک حادثہ میں جاں بحق ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مولانا عبدالمالک خان صاحب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولانا ذوالفقار علی خان صاحب گوہر کے فرزند گرامی اور ہندوستان کے مشہور سیاسی رہنماؤں علی برادران کے بھتیجے تھے۔ آپ نے اپنی زندگی خدمتِ اسلام کے لئے وقف کی اور ۱۹۳۵ء سے عملی میدان میں قدم رکھا اور تادم آخر وقف کے تقاضوں کو خوب نبھایا اور اس راہ میں اپنے خون کا آخری قطرہ تک قربان کرنے سے دریغ نہ کیا۔

آپ نامور عالم، سحر طراز مقرر اور سلسلہ کے مخلص اور فدائی خادم تھے۔ آپ کے نمایاں ترین اوصافِ حسنہ میں ایک، خلافت سے دلی محبت اور خلیفۂ وقت کی بے مثال اطاعت اور وفاداری کا وصف تھا۔ آپ ایک کامیاب داعی الی اللہ اور مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو آپ کا ہمیشہ ہی پُرخلوص تعاون اور رہنمائی حاصل رہی۔ آپ نے خدام الاحمدیہ کے مختلف مقامات پر منعقد ہونے والے متعدد اجتماعات اور تربیتی کلاس میں تقاریر اور سوال و جواب کی محفلوں میں شرکت فرما کر خدام کی تعلیم و تربیت میں نمایاں کردار ادا فرمایا۔

ہماری دعا ہے کہ مولا کریم آپ کو اپنی رضا کی جنتوں میں ارفع و اعلیٰ مقامات سے نوازے اور آپ کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

ہم ہیں ممبرانِ مجلسِ عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ

و

قائدینِ اضلاع و علاقہ

طب و صحت

آکوپنکچر (ACUPUNCTURE)

(از ڈاکٹر سید ظہور احمد شاہ - کراچی)

آکوپنکچر بظاہر ایک طریقۂ علاج ہے جو ملک چین سے شروع ہوا ہے۔ اس کی بنیاد اس مفروضہ پر ہے کہ سونے کی باریک سوئیاں حرام مغز یا جسم کے کسی خاص حصے میں چبھونے سے امراض کا علاج ہو سکتا ہے۔ سوئیاں چبھونے کے مقام کا فیصلہ رواجی کتب کے مطابق کیا جاتا ہے۔ بظاہر تو سوئیاں چبھونے کے مقام اور جسم کی بناوٹ اور اعضاء کے درمیان کوئی منطقی رشتہ نہیں ہے اور اسی وجہ سے مغربی طریقۂ علاج میں اس طریقے کو کوئی اہمیت حاصل نہیں ہوئی ہے۔ البتہ یہ بات صحیح ہے کہ یہ طریقۂ علاج اور اسی قسم کے دوسرے طریقے دنیا کے بعض حصوں میں مقبول اور رائج ہیں خصوصاً ان ممالک میں جہاں قدیم طریقوں میں کوئی ترقی نہیں ہوئی اور جہاں ڈاکٹروں اور تربیت یافتہ عملے کا بھی فقدان ہے۔

تاہم حالیہ سالوں میں یورپ اور امریکہ میں آکوپنکچر کے متعلق ایک عجیب اور غیر متوقع شوق جاگ اٹھا ہے جس کی وجہ زیادہ تر اخباری دلچسپی ہے کہ انسانوں میں بعض بڑے اپریشن بے حس کرنے والی دوائیوں کے بغیر صرف سوئیوں کی مدد سے بے حسی پیدا کر کے کئے جاتے ہیں اور اس کا مظاہرہ مغربی ماہرین نے بھی مشاہدہ کیا ہے پھر بھی آکوپنکچر کے متعلق اب تک بہت زیادہ اختلاف رائے موجود ہے اور شاید آئندہ بہت سے سالوں تک رہے۔ اور غالباً اسی تنازعہ کے باعث آکوپنکچر کے بارہ میں یہ یقین کرنا کہ یہ عام طریقہ علاج کے مطابق ہے ایک مشکل امر ہے۔ اس سلسلہ میں البتہ شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ مریض کو تحریک کے ذریعے ذہنی طور پر بے ہوش کرنے کے بعد زوردار اثرات کو بھی زیر بحث لانا ہوگا۔ درد کے متعلق نفسیات اور علم افعال الاعضاء (فزیالوجی) کے مطابق حالیہ دریافت سے ظاہر ہوتا ہے کہ زخم یا چوٹ کے شدید درد میں بجلی کی رَو کو متعلقہ اعصاب کے سروں پر لگانے سے کمی واقع ہو جاتی ہے اور اسی قسم کا اثر سوئیاں چبھونے سے بھی ہو سکتا ہے۔ اس طرف بھی خیال جاتا ہے کہ آکوپنکچر کے طریقہ علاج کی بنیاد کسی فراموش شدہ یا خفیہ طریقۂ علاج پر مبنی ہے اور مغربی سائنسدان حیران ہیں کہ یہ طریقہ یورپی اور

امریکی ہسپتالوں میں وسیع پیمانہ پر کیوں رائج نہ ہو سکا لیکن ہر دلیل کے دو پہلو ہوتے ہیں۔

مثلاً پہلی رپورٹ تو یہ ہے کہ شروع میں جو مغربی ماہرین چین گئے تو واپسی پر انہوں نے با دل نخواستہ آکوپنکچر کو صحیح لیکن حیران کن تسلیم کیا ۔۔۔ لیکن بالکل حال ہی میں جو ماہرین چین سے ہو کر واپس آئے ہیں انہوں نے بالکل مخالف رائے ظاہر کی ہے۔

درد کے متعلق دنیا کے بڑے ماہرین میں سے ایک ماہر نے جس نے آکوپنکچر کی مدد سے عمل جراحی کا مشاہدہ کیا ہے چار اہم معلومات فراہم کی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں :-

(۱) اپریشن سے پہلے کسی طریقے سے مریض کو درد سے بے پرواہ بنا دیا جاتا ہے اور بعض دفعہ تو یہ کیفیت بہت گہری ہوتی ہے۔

(۲) مریضوں کا پہلے سختی سے جائزہ لیا جاتا ہے اور اس طریقہ علاج کے لئے صرف وہی مریض منتخب کئے جاتے ہیں جو اس طریقہ پر پختہ ایمان رکھتے ہوں۔

(۳) آکوپنکچر کا اثر بچوں پر نہیں ہوتا۔

(۴) آکوپنکچر کا رواج چین کے بڑے بڑے ہسپتالوں میں اب زوال پذیر ہے۔

اس تجزیہ کے باوجود یہ بات بالکل واضح ہے کہ آکوپنکچر کے متعلق پوری تفصیل، اس کی ماہیت اور عملی استفادہ کی صحیح قدر و قیمت ابھی تک بیان نہیں کی گئی ؛

ع خونِ دل دے کے نکھاریں گے رُخِ برگِ گلاب

دورہ جات محترم صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ سال ۸۳-۱۹۸۲ء

گزشتہ سال کے دَوران محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے مجالس اور خدام بھائیوں کے ساتھ رابطے میں تیزی پیدا کرنے کے پروگرام تجویز کرنے کیلئے مختلف مجالس کے ۲۶ دَورے فرمائے۔ ان دَوروں کے دَوران آپ نے مقامی مجالس عاملہ کے اجلاسات میں ناظمین کو اُن کے شعبوں سے متعارف کراتے ہوئے اُن کے اغراض و مقاصد کے بارہ میں ہدایات دیں اور کام کو وسعت دینے کی طرف توجہ دلائی۔ اسکے علاوہ آپ نے بہت سے اجلاساتِ عام سے بھی خطاب فرمایا اور اپنی تقاریر کے دَوران خدام کو کتب حضرت اقدسؑ کا مطالعہ کرنے، حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک "داعی الی اللہ" پر لبیک کہنے، تبلیغ کیلئے منظم پروگرام بنانے، پنجوقتہ نمازوں کا التزام کرنے، اعلیٰ اخلاق پر قائم ہونے، اصلاح و ارشاد کے امور پر مشتمل سکیمیں جاری کرنے، علمی میدان میں ترقی کرنے، کھیلوں کو فروغ دینے اور کلُوا جَمِیْعًا کو رائج کرنے کی تلقین فرمائی۔

ان دَوروں کا تاریخ وار مختصر سا جائزہ بغرضِ ریکارڈ پیش کیا جا رہا ہے (مدیر)

نمبر شمار	تاریخ روانگی دَورہ	نام مجلس	نمبر شمار	تاریخ روانگی دَورہ	نام مجلس
۱	۱۱-۱-۸۳	سرگودھا	۱۴	۲۴-۵-۸۳	فیصل آباد
۲	۴-۳-۸۳	سمبڑیال۔ سیالکوٹ	۱۵	۲-۶-۸۳	لاہور۔ قصور
۳	۳۰-۳-۸۳	فیصل آباد	۱۶	۲۲-۶-۸۳	اسلام آباد، پشاور۔ اٹک۔ مردان
۴	۸-۴-۸۳	فیصل آباد	۱۷	۲۶-۷-۸۳	لاہور
۵	۱۱-۴-۸۳	گھسیٹ پورہ (ضلع فیصل آباد)	۱۸	۱۱-۸-۸۳	سرگودھا
۶	۱۲-۴-۸۳	ملتان	۱۹	۱۴-۸-۸۳	فیصل آباد
۷	۱۵-۴-۸۳	فیصل آباد۔ سمندری۔ جڑانوالہ	۲۰	۲۴-۸-۸۳	لاہور
۸	۲۰-۴-۸۳	ٹوبہ ٹیک سنگھ	۲۱	۲۶-۸-۸۳	گوجرانوالہ
۹	۲۵-۴-۸۳	آزاد کشمیر	۲۲	۹-۹-۸۳	۱۴۶ مراد بہاولنگر۔ لاہور فیصل آباد
۱۰	۱-۵-۸۳	وارہ ضلع لاڑکانہ	۲۳	۳۰-۹-۸۳	کراچی
۱۱	۱۲-۵-۸۳	ضلع سیالکوٹ	۲۴	۵-۱۰-۸۳	فیصل آباد
۱۲	۱۳-۵-۸۳	گھسیٹ پورہ	۲۵	۶-۱۰-۸۳	لاہور۔ قصور
۱۳	۲۲-۵-۸۳	ڈسکہ	۲۶	۱۳-۱۰-۸۳	لاہور

شکرِ نعمت

(فضل الرحمٰن بسمل)

اللہ تعالیٰ رحمٰن ہے یعنی بن مانگے دینے والا ہے۔ اس کے احسانات اَن گنت ہیں۔ اس نے انسان کی پیدائش سے پہلے ہی سب ضروریات مہیا کر دیں۔ حتیٰ کہ ماؤں کی چھاتیوں میں دودھ اور اُن کے دلوں میں مامتا پیدا کر کے انسان کی زندگی، اُس کی پرورش اور اُس کی حفاظت کا سامان پیدا کر دیا۔ نہ صرف دُنیوی زندگی کے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مامورین کو بوقتِ ضرورت بھیج کر انسان کی اُخروی زندگی بہتر بنانے کے سامان بھی پیدا فرمائے۔ تاکہ دوسرے جہان میں بھی انسان آرام پائے۔

بفضلِ خدا مامورین کی تعلیم پر عمل کر کے انسان اُخروی زندگی میں جنت کا وارث بن سکتا ہے لیکن والدہ کی ہدایات اور صحت کے اصولوں پر عمل نہ کر کے اگر انسان غیر طبعی موت مرے تو اُس کا اپنا قصور ہے۔ اسی طرح مامورینِ خدا کی تعلیم اور نمونہ سے لاپرواہ ہو کر زندگی گذارتا ہے تو خود اپنی عاقبت کو خراب کرنے کا ذمہ دار ہے۔

اللہ کریم و رحیم نے اپنی صفتِ رحمانیت کے مطابق اس زمانہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جنابِ رسالتمآب محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب بنا کر مبعوث فرمایا جس نے ہماری رہنمائی قرآن مجید اور سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں کی۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے ہمیں اس امام الزمان کے پہچاننے اور اس کی بیعت کی سعادت بخشی۔

اللہ تعالیٰ کے اس احسانِ عظیم کو دیکھ کر اس ذاتِ باری رحیم و کریم پر دل قربان ہُوا جاتا کہ اُس نے بروقت حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرما کر اسلام اور مسلمانوں کی لاج رکھ لی۔ حضورؑ نے اپنی زندگی میں بفضلِ خداوندِ کریم وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ بڑے بڑے غیر احمدی علماء بھی بیساختہ پکار اُٹھے کہ:-

"جناب مرزا صاحب (مسیح موعودؑ) کی ہدایت و رہنمائی مُردہ روحوں کے لیئے واقعی مسیحائی تھی"۔

(مولانا سید ممتاز علی صاحب امتیاز بحوالہ تشحیذ الاذہان صفحہ ۳۰۳ سنہ ۱۹۰۸ء)

اور مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھا کہ:۔

"کیریکٹر کے لحاظ سے مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا چھوٹا سا دھبہ بھی نظر نہیں آتا۔ وہ ایک پاکباز جیتا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی۔ غرض مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی کے پچاس سال بلحاظ اخلاق و عادات اور پسندیدہ اطوار اور خدمات و حمایت اسلام نے مسلمانان ہند میں ان کو ممتاز، برگزیدہ اور قابل رشک مرتبہ تک پہنچا دیا۔"

(اخبار وکیل امرتسر ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء)

عجیب درد کے موسم میری نظر میں رہے
جو حادثے تھے زمانے کے میرے گھر میں رہے

نہ جانے کونسی دُنیا تھی، کس نگر میں رہے
ہم ایک عمر تری خواہشوں کے گھر میں رہے

ہر ایک شام کا منظر پکار اُٹھتا ہے
بچھڑ کے بھی وہ زمانے میری نظر میں رہے

کہیں بھی ٹوٹ نہ پائی مسافتوں کی تھکن
سفر سے لوٹ بھی آئے تو ہم سفر میں رہے

ہزار شمعیں نگاہوں میں جھلملا اُٹھیں
ہزار اشک مرے دامنِ نظر میں رہے

نہ جانے کتنے ہی تاریخ ساز لمحے تھے
جو تیرے دل میں مری چشم بے اثر میں رہے

کھلی جو آنکھ تو سورج ہمارے سر پہ تھا
اور اس کے بعد کڑی دھوپ کے سفر میں رہے

(اے متین ۔ گوجرہ)

اخبارِ مجالس

آگے قدم بڑھائے جا

شعبہ مجالس بیرون خدام الاحمدیہ مرکزیہ

مجلس خدام الاحمدیہ وُنزن ہائم جرمنی

۱۶ خدام نے ایک پارک میں پکنک منائی اور کُلُوا جَمِیْعًا کا پروگرام منعقد کیا۔ ۱۰ خدام روزانہ بیڈمنٹن کھیلتے رہے۔ ۱۰ خدام نے سائیکل سفر کیا۔

مجلس خدام الاحمدیہ برلن ، مغربی جرمنی

ماہ اگست میں صبح ۹ بجے سے شام ۷ بجے تک شہر کے وسط میں تبلیغی سٹال لگتا رہا۔ ہزاروں افراد نے جماعت کا تعارف حاصل کیا۔ ۲۰-۳۰ افراد نے گہری دلچسپی سے مختلف سوال وجواب کیئے خدام نے ایک شوق اور جذبہ کے ساتھ اس سٹال پر ڈیوٹی دی۔

اس کے علاوہ خدام نے غیراز جماعت دوستوں کو دعوت الامیر، کشتی نوح، عقائد احمدیت اور شانِ خاتم النبیین کتب پڑھنے کے لیئے دیں۔

ڈیڑھ دن یوم تبلیغ منایا گیا جس میں ۴۰۰ کتب "احمدیت کیا ہے؟" اور ۴۰۰ کتب "امن کا پیغام" تقسیم کی گئیں۔

ماہ ستمبر میں ہر ہفتہ اتوار کو صبح ۹ بجے سے ۷ بجے شام تک تبلیغی سٹال لگتا رہا — ۱۲ گھنٹے سوال وجواب ہوتے۔

۲۰۰ پمفلیٹ "امن کا پیغام" اور "احمدیت کیا ہے؟" تقسیم کیئے گئے۔

مجلس خدام الاحمدیہ MAINZ مغربی جرمنی

ماہ ستمبر میں ایک تبلیغی سٹال لگایا گیا۔ خدا کے فضل سے اس سٹال کا بہت اچھا اثر رہا۔ بعض افراد نے قرآن مجید جرمن ترجمہ کے ساتھ خریدا۔ بعض مسلم ممالک کے لوگ بھی بڑے فخر اور شوق سے اسلامی سٹال کا پرچار کرتے رہے۔

۷۰۰ سے زائد افراد سٹال پر تشریف لائے۔ جماعت سے متعلق معلومات حاصل کیں۔ انہیں مسجد کا ایڈریس اور مسجد کے کارڈ دیئے گئے۔

مجلس خدام الاحمدیہ ناروے

(۱) ایک خادم نے پمفلٹ بعنوان "کشمیر میں

حضرت مسیحؑ کی وفات" نارویجن میں تقسیم کیئے۔

(۲) ایک طالب علم نے ہندو، سکھ اور نارویجن طلباء کو احمدیت سے متعارف کروایا۔ ایک فلسطینی خاندان کو مسجد لائے اور لٹریچر دیا۔

۳- ایک خادم نے عید کے روز دو خاندانوں کو گھر پر مدعو کیا۔ انہیں وفاتِ مسیح ناصری علیہ السلام کے متعلق معلومات فراہم کیں۔ اس کے علاوہ بہت سے خدام نے تبلیغی گفتگو کی اور سلسلہ کا لٹریچر تقسیم کیا۔

(مرتبہ محمود احمد شاد (معاون مدیر)

اخبارِ مجالس پاکستان

- ماہ اگست ۱۹۸۳ء میں مجلس خدام الاحمدیہ گوٹھ مولوی عبد السلام عمر ضلع نواب شاہ کو ایک بیعت کروانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ سال رواں کے دوران مجلس ہذا کی یہ پانچویں بیعت تھی۔ علاوہ ازیں ۱۰ اجلاس عاملہ اور ۱۳ اجلاسِ عام منعقد ہوئے۔ مجلس حسنِ بیان کا ایک اجلاس اور جلسہ یوم والدین بھی منایا گیا۔ ۷ بار کلوا جمیعاً کا پروگرام ہوا۔ ۱۳ اجتماعی اور ۲۲ انفرادی وقارعمل ہوئے۔ ۲۳ مریضوں کو مفت دوائی دی گئی۔ ۲۰ مریضوں کی عیادت کی گئی۔ دورانِ ماہ ایک ہفتہ تربیت بھی منایا گیا۔
- مجلس خدام الاحمدیہ محمود آباد جہلم نے عید الاضحی کے موقعہ پر ایک تبلیغی نمائش کا انعقاد کیا جس کے ذریعہ غیراز جماعت لوگوں کو تبلیغ بھی ہوئی۔ ۲۰۰ غیر احمدی احباب نے نمائش دیکھی۔ علاوہ ازیں سوال و جواب بھی ہوتے رہے۔ خدا کے فضل سے نمائش بڑی کامیاب رہی۔
- مجلس خدام الاحمدیہ اسلام آباد غربی نے امسال عیدالاضحی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں منائی اور ۷۰ گھروں میں گوشت تقسیم کیا جن میں اکثر غیر احمدی گھرانے تھے۔ قیادت کی زیرِ نگرانی جماعت کی طرف سے تین گائے ذبح کی گئیں اور کئی غرباء کے گھر جاکر ان کو عیدی دی گئی۔
- ۲۳ ستمبر کو مجلس خدام الاحمدیہ اسلام آباد غربی نے ایک مثالی وقارِعمل کیا۔ جس میں ۱۹ خدام نے حصہ لیا اور پیر سوہاوا (جو کہ اسلام آباد کے شمال کی طرف ساڑھے چار ہزار فٹ بلندی پر ہے) کی طرف جانے والی سڑک سے برف کے تودے ہٹا کر سڑک پر ٹریفک کی بحالی کا انتظام کیا گیا۔
- ۱۳-۱۴ اکتوبر کو مجلس خدام الاحمدیہ اٹک نے دو روزہ تربیتی کلاس منعقد کی جس میں ضلع کی کل ۵ مجالس میں سے ۴ مجالس نے شرکت کی۔ علمی اور ورزشی مقابلے بھی کروائے گئے۔
- ۱۴ اکتوبر کو مجلس خدام الاحمدیہ بھڈال ضلع سیالکوٹ نے یکروزہ تربیتی اجتماع کا انعقاد کیا۔ آغاز نمازِ تہجد سے ہوا۔ درس قرآن و حدیث کے علاوہ اطفال کے علمی اور ورزشی مقابلے بھی ہوئے اور ضلع کے مربیان کرام نے مختلف موضوعات پر تقاریر کیں۔ عصر کے بعد اجتماع بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

سَوْ فیصد بجٹ ادا کرنے والی مجالس ہائے خدام الاحمدیہ

۱۹۸۲-۸۳ء

ضلع پشاور :- بازید خیل - اچینی پایاں پیتی - رسالپور کینٹ - پشاور شہر - نوشہرہ کینٹ -

ضلع ہزارہ :- ایبٹ آباد - مانسہرہ - تربیلا ڈیم -

ضلع راولپنڈی :- مسجد نور راولپنڈی - راولپنڈی صدر - ٹیکسلا - گوجرخان - مری - کہوٹہ - جنگا بنگیال -

ضلع اسلام آباد :- اسلام آباد شرقی - اسلام آباد غربی - کیرج فیکٹری -

ضلع اٹک :- اٹک شہر -

ضلع جہلم :- ڈنڈوت - پنڈ دادنخان - محمود آباد - چپ بورڈ فیکٹری - دوالمیال - کالا گوجراں کھیوڑہ -

ضلع گجرات :- سدوکی - ترکھا - کڑیانوالہ - رسول کالج - چک سکندر - بھلیر مکیانہ - کنجاہ - لنگے - کالرہ کلاں - دھیر کے کلاں - کھوکھر غربی - معین الدین پور - کوٹلی افغاناں - پوڑانوالہ سماعیلہ - نسووالی سوہل - شیخ پور - جستوکی - ممدانہ - گجرات شہر - مونگ - بارموسٰی چک ۴۶ -

ضلع میرپور (آزاد کشمیر) میرپور - میرا بھڑکا -

ضلع کوٹلی :- گوئی - خلیل آباد -

ضلع گلگت :- گلگت شہر -

ضلع لاہور :- مغلپورہ (لاہور) - ماڈل ٹاؤن لاہور - دہلی گیٹ لاہور - اسلامیہ پارک لاہور - دارالذکر لاہور - شاہدرہ ٹاؤن - پدری - رکھ شیخ کوٹ - کرن کے - بھماں - ہانڈو گوجر - ہڈیارہ - باٹا پور - آصل گورو کے - رائے ونڈ - نانو ڈوگر - موہلن والی -

ضلع قصور :- جوڑہ - چونیاں - پتوکی - قصور شہر -

ضلع سیالکوٹ :- سوکن ونڈ - گھنوکے ججہ - قلعہ کالروالا - مالوکے بھلی - بن باجوہ - عزیز پور ڈگری - منڈیکے گورایہ - بھروکے کلاں - موسٹے والا - ترسکہ سیاں - کالیکے ناگھرے - وسن کے - ڈنڈ پور کھرولیاں - داتہ زیدکا - عہدی پور - بھوڈ ملیاں - گھٹیالیاں کلاں - گھٹیالیاں خورد

کوٹ گوندل ۔ تلونڈی بھنڈراں ۔ خانانوالی میاں والی ۔ ملوکے ۔ راوڈکے ۔ ساہوowال ۔
دھرگ ۔ میانہ پنڈ ۔ بُستان افغاناں ۔ کالا گھمناں ۔ کھوکھروالی ۔ اُورا ۔ بھاگو بھٹے ۔
بھٹے کلاں ۔ کوٹ کرم بخش ۔ ظفروال ۔ کھریا ۔ کلاسوالہ ۔ کوٹ آغا ۔ نارووال ۔ اسلام نگر
(مانگاپُل) ۔ ڈسکہ کلاں ۔ بدوملہی ۔ درگانوالی ۔ چندر کے منگولے ۔ بوبک مرالی ۔ کوٹلی تھوملی
کوٹ گھمن ۔ محال مگرا ۔ کوٹ سردار خان ۔ میانوالی سندھواں ۔ کھیوہ باجوہ ۔

ضلع گوجرانوالہ :۔ راہوالی ۔ ترگڑی ۔ قلعہ سنگیاں ۔ بھڑی شاہ رحمٰن ۔ اُسکھیکی منڈی ۔ مانگٹ اونچے ۔
نوکھر ۔ دلاور چیمہ ۔ جلہن ۔ گوجرانوالہ کینٹ ۔ چک پٹھان ۔ علی پور چٹھہ ۔ ڈاہرانوالی ۔
حافظ آباد ۔ سادھوکے ۔

ضلع شیخوپورہ :۔ شیخوپورہ شہر ۔ بیکھی انا ۔ کجر ۔ کلسیاں ۔ کوٹ رحمت خان ۔ چک نمبر ۷۹ نواں کوٹ ۔ چک نمبر ۱۸
بھوڑو ۔ چک نمبر ۴۵ ر ۔ ب مرڑھ ۔ سانگلہ ہل ۔ چک نمبر ۱۱۷ جھور ۔ کوٹلی جھور ۔ چک نمبر ۵ رتیاں ۔
آروکے ۔ بلھڑکے ۔ آنبہ ۔ کالیہ ۔ چوڑہ سکھر ۔ جھنگڑ ۔ حاکم والا ۔ سیّد والا ۔ چک ۲۲/۲۵ ۔
چک ۱۰/۶۲ منشی والا ۔ شاہ مسکین ۔ مریدکے منڈی ۔ بیدادپور ورکاں ۔ شاہ کوٹ ۔
سچا سودا ۔ کوٹ سوندھا ۔ چک نمبر ۱۶۹ گرمولا ۔ چک نمبر ۲۵ سٹھیالی ۔ چک نمبر ۳۳ دھاروالی
ننکانہ صاحب ۔ بچیکی ۔ نارنگ منڈی ۔ کیلے ۔ چک ۳/۵۴ ۔ منڈی فاروق آباد ——
غازی اندرون ۔ ڈیرہ ڈوگراں ۔ ڈیرہ داد پوترے ۔ چک نمبر ۱۶ جدید ۔ باہومان ۔
کرنبورہ ۔ واربرٹن ۔ چک نمبر ۴۲ گ ۔ ب ۔ کوٹ دیالداس ۔ شوکت آباد ۔ کالی بیر ۔
بھوئیوال ۔ گچھل ورک ۔ کرتو ۔ شرقپور خورد (کوٹ عبدالمالک) ۔ سرائے ۔ بوڑھے آٹھ ۔
جیون گورایہ ۔

ضلع سرگودھا :۔ چک نمبر ۱۲۴ جنوبی ۔ ٹھٹہ جوئیہ ۔ تخت ہزارہ ۔ ادرحماں ۔ کوٹ مومن ۔ چک نمبر ۳۳ جنوبی ۔
چک نمبر ۳۵ جنوبی ۔ چک نمبر ۳۷ جنوبی ۔ چک نمبر ۳۸ جنوبی ۔ چک نمبر ۴۰ جنوبی ۔ چک نمبر ۸۹
جنوبی ۔ چک نمبر ۹۹ شمالی ۔ دودہ ۔ بھلوال ۔ چک نمبر ۹۸ شمالی ۔ رکھ چراگاہ ۔ چک نمبر ۳۲
جنوبی ۔ سلانوالی / چک نمبر ۱۳۰ شمالی ۔ چک نمبر ۶۲ جنوبی ۔ بھیرہ ۔ چک نمبر ۹ شمالی پنیار ۔
سرگودھا شہر ۔

ضلع خوشاب :۔ چک نمبر ۲ ٹی ڈی اے ۔ بھان امید علی ورک ۔ مجوکہ پکا ۔ عمرآباد ۔ قائد آباد ۔
بھان احمدیہ ۔ خوشاب ۔ چک نمبر ۳ ایم بی ۔

ضلع میانوالی :- سکندر آباد - چک نمبر ۱۶ ایم ایل -

ضلع جھنگ :- جھنگ شہر و صدر - ٹھٹہ شیر کا - جہل بھٹیاں چنیوٹ - احمد نگر - احمد آباد (سانگرہ) -
چاہ لدڑیانہ - پکا نسوآنہ - چک نمبر ۴۹۷ ج ب - چک نمبر ۵/۳ ایل -

ربوہ :- ....

ضلع فیصل آباد :- دار الفضل - دار الذکر - چک نمبر ۱۰۰ ر ب رٹکا - چک نمبر ۴۰ گ ب ستیانہ بنگلہ -
چک نمبر ۶۴۴ گ ب - چک نمبر ۲۰۳ ر ب مانانوالہ - چک نمبر ۱۰۹ ر ب روڈہ - چک نمبر ۸۸ ج ب
حسیانہ - چک نمبر ۱۹۵ ر ب جھنڈانوالہ - چک نمبر ۷۶ گ ب سنتوکھ گڑھ - چک نمبر ۲۵ گ ب
جڑانوالہ - چک نمبر ۱۲۱ ج ب حسن پور - چک نمبر ۲۱۹ ر ب گنڈا سنگھ والا - چک نمبر ۱۹۴ ر ب
لاٹھیانوالہ - چک نمبر ۱۰۹ گ ب نرائن - چک نمبر ۹۶ گ ب صریح - چک نمبر ۱۲۰ ج ب
باوے والا - چک نمبر ۶۱ ج ب دھروڑ - چک نمبر ۵۷ ج ب گھیالا کلاں - چک نمبر ۵۵ گ ب -
چک ۱/۲ - ۱۰۷ ر ب غربی - چک نمبر ۲۷۸ گ ب شیر کا - چک نمبر ۱۳۷ گ ب - چک نمبر ۵۵ ر ب برج
چک نمبر ۶۱ ر ب بیدیانوالہ - چک نمبر ۸۲ ج ب سر شمیر روڈ - ماموں کانجن - چک نمبر ۱۴۶ ر ب
کھیوہ - چک نمبر ۲۱۰ گ ب - چک نمبر ۸۴ گ ب - چک نمبر ۴۷۱ گ ب - چک نمبر ۱۴۷ ر ب
چوہڑی - چک نمبر ۲۷۶ ر ب گوکھووال -

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ :- چک نمبر ۵۸/۳ ٹکڑہ - چک نمبر ۳۱۲ ج ب کتھووالی - چک نمبر ۳۱۶ ج ب - گوجرہ -

ضلع ملتان :- گلگشت کالونی ملتان، چک نمبر ۱۹۱ الف / ۱۰ - آر - پیراں غائب - کوٹھے والا - ملتان کینٹ - صادق پور
(قطب پور) - چک نمبر ۱۳ وی - خانیوال - چک نمبر ۱۰۱/۱۵ ایل -

ضلع وہاڑی :- بوریوالہ - چک نمبر ۲۸۵ ای بی - چک نمبر ۳۷۳ ای بی - چک نمبر ۱۹ ڈبلیو بی - چک نمبر ۴۹۱
ای بی - گگو منڈی - چک نمبر ۵۴۳ ای بی -

ضلع مظفر گڑھ :- چک نمبر ۳۱/۴-۲-آر - علی پور گھلواں - چوک منڈا -

ضلع لیہ :- لیہ شہر - چک نمبر ۲۷۹ ٹی ڈی اے - چک نمبر ۳۶۸ ٹی ڈی اے - چک نمبر ۹۳ ٹی ڈی اے -
چک نمبر ۱۷۱ ٹی ڈی اے - چک نمبر ۱۷۲ ٹی ڈی اے - چک نمبر ۱۷۰ ٹی ڈی اے -

ضلع ڈیرہ غازیخان :- کوٹ قیصرانی - داجل - ڈیرہ غازیخان - راجن پور -

ضلع بہاولپور :- بہاولپور شہر - چک نمبر ۱۱۳ ڈی بی - اوچ شریف - چک نمبر ۴۲ الف فتح - چک نمبر ۱۶۱ مراد
چک نمبر ۱۹۰ مراد - چک نمبر ۶۳ ڈی بی - چک نمبر ۹۸ ڈی بی / یزمان - چک نمبر ۱۹۲ مراد -

ضلع بہاولنگر:- بہاولنگر شہر۔ چشتیاں۔ چک نمبر ۹۔ نور پور۔ چک نمبر ۱۰۲ فتح۔ چک نمبر ۱۶۶ مراد۔ چک نمبر ۱۲/۱-آر۔ چک نمبر ۵۶/۴-آر۔ چک نمبر ۱۹۱/۷-آر۔ چک نمبر ۱۸۴/۷-آر۔ چک نمبر ۱۸۵/۷-آر۔ چک نمبر ۱۶۴/۷-آر۔ فورٹ عباس۔ چک نمبر ۲۲۳/۹-آر۔ چک نمبر ۳۲۷/ایچ-آر۔ ہارون آباد۔ چک نمبر ۱۴۱ مراد۔ چک نمبر ۱۶۹/۷-آر۔ چک نمبر ۲۱۴/۹-آر۔

ضلع رحیم یار خان:- بستی اللہ بخش۔ چک نمبر ۶۵ پی۔ چک نمبر ۷۸/اے ۱ عباسیہ۔ چک نمبر ۲ بستی شادی۔ چک نمبر ۱۶۷ این پی۔ چک نمبر ۱۲۳-۱۲۷ این پی۔ چک نمبر ۱۴۴ پی۔ گاکھڑی۔

ضلع ساہیوال:- چک نمبر ۳۹-۱۲-ایل۔ رنگ شاہ۔ صدر گوگیرہ۔ میرک۔ چک نمبر ۲۔ ۱-آر-اے۔ منڈی ہیرا سنگھ۔ چک نمبر ۴۰-۳-آر۔ چک نمبر ۶-۱۱-ایل۔ چک نمبر ۳۰-۱۱-ایل۔ چک نمبر ۵۵-۲-ایل۔ حویلی لکھا وساویوالہ۔ ایل پلاٹ۔ چک نمبر ۳۷-۱۲-ایل۔

ضلع سکھر:- روہڑی۔ گوٹھ عنایت اللہ۔ شکار پور۔ گدو بیراج۔ سکھر شہر۔ میرپور ماتھیلو۔

ضلع لاڑکانہ:- نصیر آباد۔ پنھوارو۔ مہڑ۔ خیرپور ناتھن شاہ۔ لاڑکانہ۔

ضلع خیرپور:- خیرپور میرس۔ گوٹھ احمد آباد۔ گوٹھ نتھے خان۔ گوٹھ فتح دین۔ گوٹھ سلطان علی۔ گوٹھ غلام محمد۔ رانی پور کنسولیڈیٹڈ شوگر ملز۔ گوٹھ علی محمد۔ جمال پور۔ گوٹھ مولوی عبدالسلام۔ دیہہ ارادہ۔

ضلع نوابشاہ:- باندھی۔ رحمان آباد۔ گوٹھ عطا محمد۔ دوڑ۔ گوٹھ امام بخش۔ گوٹھ شاہ دین۔ بھریا روڈ۔ مورو۔ قاضی احمد۔ قمر آباد۔ سکرنڈ۔ قادر آباد۔ کنڈیارو۔

ضلع حیدرآباد:- حیدرآباد شہر۔ گوندل فارم۔ بشیرآباد اسٹیٹ۔ گوٹھ سلطان احمد۔ کوٹری۔

ضلع سانگھڑ:- سانگھڑ شہر۔ چک نمبر ۲۴۔ گوٹھ عبدالغنی۔ گوٹھ احمد پور۔ گوٹھ فتح پور۔

ضلع بدین:- بدین شہر۔ ٹنڈو غلام علی۔ گوٹھ نور دین۔ پنگریو۔ خلیفہ قاسم۔ گولارچی۔ کوٹ احمدیاں۔ چک ۵ احمد آباد۔

ضلع تھرپارکر:- میرپور خاص۔ ڈگری۔ چک نمبر ۲۷۰/الف کا چھیلو۔ نوکوٹ شہر۔ نور نگر فارم۔ شریف آباد۔ کنری۔ پھیرو چیچی۔ نگرپارکر۔ صادق پور۔ مصطفیٰ فارم۔ محمد آباد اسٹیٹ۔

ضلع کوئٹہ:- مچھ۔

ضلع کراچی:- صدر کراچی۔ ملیر۔ لانڈھی/کورنگی۔ سوسائٹی۔ ناظم آباد۔ اورنگی ٹاؤن۔ ڈرگ روڈ۔ گلشن اقبال۔ مارٹن روڈ۔ عزیز آباد۔

أَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ

فیصلہ جاتِ شوریٰ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ۱۹۸۳ء

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی پینتیسویں (۳۵) مجلس شوریٰ کے فیصلہ جات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری حاصل کرنے کے بعد شائع کئے جا رہے ہیں۔ قائدین ان فیصلہ جات کو اجلاسِ عام میں سُنا دیں اور ان کے مطابق عمل کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

والسلام خاکسار

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

نمبر شمار	تجویز	سفارش سب کمیٹی	فیصلہ شوریٰ برائے منظوری حضور	منظوری حضور ایدہ اللہ تعالیٰ
۱	**تعلیم** قرآن شریف ناظرہ و باترجمہ۔ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور میٹرک تک تعلیم کے بارہ میں جو ٹھوس اور مثبت لائحہ عمل مرتب کیا گیا تھا۔ اس کے نفاذ کے لیے مؤثر اقدامات تجویز	مکرم مہتمم صاحب تعلیم نے تعلیم القرآن سکیم اور مطالعہ کتب کے بارہ میں گزشتہ سال کے منظور شدہ لائحہ عمل کی تفصیلات پڑھ کر سنائیں اور بتایا کہ لائحہ عمل تو موجود ہے لیکن اس پر عمل نہیں ہو رہا۔ اس لیئے عمل درآمد کیلئے مؤثر طریق کار تجویز کیا جائے۔ یعنی ۱۔ مطالعہ کتب کے بارہ میں بار بار یاددہانی اور نصیحت کے ذریعہ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہمیت ذہن نشین کرائی جائے۔ ۲۔ خدام کو داعی الی اللہ کے پروگرام میں شریک کیا جائے۔ جب ان پر تبلیغ کے نتیجہ میں سوالات پیدا ہوں گے اور اعتراض کے جواب دینے پڑیں گے تو خود بخود مطالعہ کتب کی طرف ان کی توجہ ہوگی۔ اور وہ شوق سے	شوریٰ سفارش سب کمیٹی منظور کئے جانے کی سفارش کرتی ہے۔	

نمبر شمار	تجویز	سفارش سب کمیٹی	فیصلہ شوریٰ بعد منظوری حضور	منظوری حضور ایدہ اللہ تعالیٰ
	کیے جائیں۔ (مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)	کتب پڑھیں گے۔ ۳۔ اراکین مجلس عاملہ کے لیے مطالعہ کتب لازمی قرار دیا جائے اور باقاعدہ ہر ماہ اُن کی رپورٹ قائد صاحب مجلس مرکز میں بھجوائیں۔ ۴۔ قائدین مقامی، قائدین اضلاع اور قائدین علاقہ اپنے اپنے دائرہ میں باز پُرس کریں اور مرکز مجالس کو ان کے مطالعہ کی رفتار کے مطابق جائزہ لیکر توجہ دلاتا رہے۔ ۵۔ مطالعہ کتب کے لیے ایک مسئلہ فراہمی کتب کا ہے۔ اس سلسلہ میں ا۔ مجالس اور اضلاع کے لیے ٹارگٹ مقرر کیا جائے کہ مثلاً ہر مجلس اپنی تجنید کے ۱/۳ حصہ کے برابر کتب مرکز سے منگوائے۔ ب۔ مقررہ کتاب کے علاوہ کتب جو میسر ہوں وہ بھی مقررہ کتاب کے علاوہ مطالعہ کرنے کی اجازت ہو تاکہ مقررہ کتب کے دستیاب نہ ہونے یا تھوڑی تعداد میں ہونے کی تلافی ہو سکے کیونکہ اصل مقصد زیادہ سے زیادہ خدام کو مطالعہ کروانا ہے۔ ج۔ بُک بنک کا قیام کیا جائے۔ ۶۔ امسال کم از کم ۲۵٪ خدام سے مطالعہ کا ٹارگٹ رکھا جائے ۷۔ مطالعہ کتب اور تعلیم القرآن سکیم کی ذمہ داری بالواسطہ قائدین علاقہ پر ڈالی جائے۔ ۸۔ شعبہ تعلیم کی سکیم اور رپورٹ ہر سال اجتماع پر پیش ہو۔ نیز قائدین علاقہ اس کی رپورٹ اجتماع پر پڑھ کر سنائیں۔ تعلیم القرآن سے متعلق مندرجہ ذیل سفارشات پیش ہوئیں۔		

نمبر شمار	تجویز	سفارش سب کمیٹی	فیصلہ شوریٰ برائے منظوری حضور	منظوری حضور ایدہ اللہ تعالیٰ
		۱۔ مجالس ایسے خدام تیار کریں جو وقفِ جدید کے تحت کچھ وقت مرکز میں دیگر تعلیم قرآن حاصل کریں اور پھر واپس جا کر قرآن سکھائیں۔ اس کے لئے ہر ضلع سے ایک معیّن تعداد مرکز آئے۔ ۲۔ موصیان سے تعلیم القرآن کے بارہ میں مدد لی جائے اور ہر موصی دو خدام کو قرآن کریم پڑھائے۔ ۳۔ تعلیم القرآن کے سلسلہ میں نصیحت اور تذکیر کا نظام مؤثر بنایا جائے اور والدین کو بالخصوص بچّوں کی تعلیم کے بارہ میں توجّہ دلائی جائے۔ ۴۔ مرکز سے تعلیم القرآن اور عام تعلیم کے بارہ میں جو لائحہ عمل تجویز کیا گیا ہے وہ بہت جامع اور مؤثر ہے اس پر عمل کروانے کی بھرپور کوشش کی جائے۔ نمائندگان نے اس عزم کا اظہار بھی کیا کہ اس لائحہ عمل پر عمل کروانے کی کوشش کریں گے۔ انشاء اللہ		
۲	اصلاح و ارشاد شوریٰ ۱۹۸۲ء کے منظور شدہ لائحہ عمل برائے اصلاح و ارشاد کو مزید مؤثر بنانے اور اس پر عملدرآمد کے لیے بہتر طریق کار تجویز کیا جائے تاکہ "داعی الی اللہ" کی بابرکت تحریک	اصلاح و ارشاد کے بارہ میں گزشتہ سال شوریٰ نے ایک جامع اور ٹھوس لائحہ عمل منظور کرنے کی سفارش کی تھی جو منظور ہونے کے بعد مجلس مرکزیہ کی طرف سے شروع سال میں مجالس کو بھجوا دیا گیا تھا لیکن اس پر عملدرآمد کی صورتِ حال تسلّی بخش نہیں۔ اس لیے یہ تجویز ہے۔ اس کے بعد سب کمیٹی کے سامنے گزشتہ سال کا لائحہ عمل پیش کیا گیا۔ سب کمیٹی نے بالاتفاق اس امر کا اظہار کیا کہ گزشتہ سال کا منظور شدہ لائحہ عمل نہایت مؤثر اور جامع ہے اور امسال گزشتہ سال کے تساہل کی تلافی کا عزم کیا گیا اور دوبارہ وہ لائحہ عمل مجالس کو بھجوانے سے اتفاق کیا۔ نیز منظور شدہ پروگرام پر عملدرآمد کروانے اور اس کو مؤثر بنانے کے لئے مرکز کی طرف سے	شوریٰ سفارش سب کمیٹی منظور کئے جانے کی سفارش کرتی ہے۔	

نمبر شمار	تجویز	سفارش سب کمیٹی	فیصلہ شوریٰ برائے منظوری حضور	منظوری حضور ایدہ اللہ تعالیٰ
	میں خدام الاحمدیہ فعال اور مؤثر کردار ادا کر سکے۔ (مہتمم اصلاح وارشاد)	مندرجہ ذیل تجاویز پیش ہوئیں۔ ممبران سب کمیٹی نے ان سے اتفاق کیا۔ ۱۔ شعبہ تعلیم کے علاوہ شعبہ اصلاح وارشاد کی ذمہ داری بھی قائدین علاقہ پر ڈالی جائے۔ ۲۔ ہر اجتماع پر تعلیم کے علاوہ اصلاح وارشاد کی سکیم متعلقہ مہتممین پیش کریں۔ ۳۔ ہر سہ ماہی میں قائدین علاقہ کی میٹنگ ہو اور وہ ان شعبوں کی تحریری رپورٹ پیش کریں۔ ۴۔ شعبہ اصلاح وارشاد کی سالانہ رپورٹ قائدین علاقہ اور مہتممین متعلقہ اجتماع پر پیش کریں۔ ۵۔ سکیم شعبہ اصلاح وارشاد پر عمل درآمد کے لئے خدام کو خصوصی دعاؤں کی طرف توجہ دلانے کی تحریک کی جائے۔		
۳	**اطفال** دستور اساسی کے قاعدہ نمبر ۱۶۷ میں ترمیم کی جائے۔ موجودہ قاعدہ یوں ہے:- "۱۶۷۔ ہر وہ احمدی بچہ جو سات سال سے ۱۵ سال تک کی عمر کا ہوگا طفل متصور ہوگا" مجوزہ قاعدہ "۱۶۷۔ ہر وہ احمدی بچہ جو سات سال سے ۱۵ سال تک کی عمر کا ہوگا مجلس اطفال الاحمدیہ کا ممبر ہوگا لیکن جو اطفال	سب کمیٹی تجویز کو کثرت رائے سے من وعن منظور کرنے کی سفارش کرتی ہے۔	شوریٰ سفارش سب کمیٹی منظور کرنے کی سفارش کرتی ہے۔	

نمبر شمار	تجویز	سفارش سب کمیٹی	فیصلہ شوریٰ برائے منظوری حضورؒ	منظوری حضور ایدہ اللہ تعالیٰ
	سال بھر میں ۳۱ر اکتوبر تک کسی تاریخ کو پندرہ سال کی عمر تک پہنچ جائیں گے وہ نئے سال کے آغاز یعنی یکم نومبر سے خدام الاحمدیہ میں شامل ہو جائیں گے۔" (مہتمم اطفال)			
۴	**بیرون** مجلس خدام الاحمدیہ عالمگیر کے کام کی وسعت کے پیشِ نظر مختلف ممالک میں قائد ملک کا تقرر ضروری ہے۔ لہٰذا دستور اساسی کے قاعدہ نمبر ۲۰ ب۔ نمبر ۲۲۔ نمبر ۲۳ ب ۲۴ نمبر ۴۶۔ ۵۲۔ نمبر ۶۷۔ نمبر ۶۹۔ ۱۲۹۔ نمبر ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ اور نمبر ۱۶۳ میں مناسب ترمیم کی جائے۔ (مہتمم مجالس بیرون)	مکرم مہتمم صاحب مجالس بیرون کی طرف سے ایک ضمیمہ تجویز نمبر ۴ سے متعلق الگ مرتب کیا ہوا پیش کیا گیا۔ ضمیمہ میں ہر قاعدہ مذکورہ کے موجودہ الفاظ اور ترمیم شدہ الفاظ درج تھے۔ سب کمیٹی نے ترامیم شدہ قواعد حسب تجویز مہتمم صاحب بیرون سے اتفاق کیا۔ لہٰذا سب کمیٹی اس تجویز کو بھی من و عن منظور کئے جانے کی سفارش کرتی ہے۔	شوریٰ سفارش سب کمیٹی منظور کئے جانے کی سفارش کرتی ہے۔	منظور ہے اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔ (دستخط)
۵	**مال** میزانیہ آمد و خرچ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ۱۳۶۲-۶۳ھش / ۱۹۸۳-۸۴ء پیش خدمت ہے۔ مہتمم مال — مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ	سب کمیٹی میزانیہ آمد و خرچ برائے سال ۱۹۸۳-۸۴ء منظور کرنے کی سفارش کرتی ہے۔	شوریٰ کثرت رائے سے میزانیہ آمد و خرچ منظور کرنے کی سفارش کرتی ہے۔	مرزا طاہر احمد ۷/۱۱/۸۳

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ

برائے سال ۸۴-۱۹۸۳ء

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے سال ۸۴-۱۹۸۳ء کیلئے مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے مندرجہ ذیل ممبران مقرر کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب ممبران کو سعی مقبول کی توفیق بخشے۔

(محمود احمد صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

عہدہ	نام
۱- نائب صدر	مکرم مرزا محمد الدین صاحب ناز
۲- معتمد	〃 نذیر احمد صاحب خادم
۳- مہتمم خدمتِ خلق	〃 عطاء الرحمٰن صاحب محمود
۴- 〃 تعلیم	〃 حافظ مظفر احمد صاحب
۵- 〃 تربیت	〃 انعام الحق صاحب کوثر
۶- 〃 مال	〃 مبارک احمد صاحب طاہر
۷- 〃 عمومی	〃 خواجہ عبد المومن صاحب
۸- 〃 صحتِ جسمانی	〃 سلطان احمد صاحب
۹- 〃 وقارِ عمل	〃 شمیم پرویز صاحب
۱۰- 〃 صنعت و تجارت	〃 مرزا لقمان احمد صاحب
۱۱- 〃 تحریکِ جدید	〃 ناصر احمد صاحب صدیقی
۱۲- 〃 اطفال	〃 مرزا عبد الصمد احمد صاحب
۱۳- 〃 اصلاح و ارشاد	〃 مبشر احمد صاحب کاہلوں
۱۴- 〃 مجالسِ بیرون	〃 عبد الخالق صاحب خالد
۱۵- 〃 تجنید	〃 نصیر احمد صاحب قمر
۱۶- 〃 اشاعت	〃 مرزا فرید احمد صاحب
۱۷- 〃 مقامی	〃 سید خالد احمد صاحب
۱۸- 〃 امورِ طلباء	〃 حبیب الرحمٰن صاحب زیروی
۱۹- محاسب	〃 شیخ مبارک احمد صاحب